REGD E-P- No 67

رجسٹرڈ ای پی نمبر ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ

بدر

قادیان

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ چھ روپے
ممالک غیر ۷/۸ روپے

فی پرچہ ۲ ر

جلد ۶ | ۲۶ صلح ۱۳۳۶ ہش | ۲۴ جمادی الثانی ۱۳۷۶ھ | ۲۶ جنوری ۱۹۵۷ء | نمبر ۴

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ ۱۹ جنوری۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ

طبیعت بفضلہٖ تعالیٰ اچھی ہے الحمد للہ

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔ کل حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز جمعہ پڑھائی اور نہایت ہی ایمان افروز خطبہ ارشاد فرمایا۔

اخبار احمدیہ:- ربوہ ۱۹ جنوری۔ محترم نواب محمد عبداللہ خان صاحب کی طبیعت تا حال ناساز ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نواب صاحب موصوف کو اپنے فضل و کرم سے شفاء کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔

ربوہ۔ محترم مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری آج کل بعارضہ انفلوئنزا بیمار ہیں۔ احباب محترم مولوی صاحب کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔

عام انتخابات

ہم ووٹ کیوں دیں؟

منجانب محکمہ تعلقات عامہ پنجاب

ہم سب انڈین یونین کے آزاد شہری ہیں جو کہ خود مختار جمہوری ریپبلک ہے، ہماری آزاد جمہوریت میں ہر ایک ہندوستانی کو ملک کے سب سے بڑے عہدے تک پہنچنے کے لئے برابر کے مواقع حاصل ہیں۔ کوئی عہدہ موروثی نہیں ہے۔

ہمارے تمام قوانین ہند بھر کے لئے پارلیمنٹ کی طرف سے (اپنے دائرہ میں) اور ریاست کے لئے سٹیٹ لیجسلیچر کی طرف سے (اپنے دائرہ میں) بنائے جاتے ہیں۔ ٹیکس عائد کئے جاتے ہیں۔ اور تمام اخراجات کی منظوری پارلیمنٹ اور سٹیٹ لیجسلیچرز سے لی جاتی ہے۔ پارلیمنٹ پردھان، لوک سبھا اور راجیہ سبھا پر مشتمل ہے۔

صدر کا انتخاب دونوں پارلیمنٹ ہاؤسوں کے منتخب ممبران اور ریاستوں کی ودھان سبھاؤں کے منتخب ممبران کرتے ہیں۔

لوک سبھا ایسے ۵۰۰ ممبران پر مشتمل ہوتی ہے جو بالغوں کو عام حق رائے دہندگی کی بنا پر براہِ راست منتخب کئے جاتے ہیں ہر ایک ریاست کی ودھان سبھا کے ممبران کا انتخاب بھی اسی طرح سے ہوتا ہے۔

اس لئے ہر مرد و زن جو ہندوستان کا شہری ہے اور جس کی عمر ۲۱ سال سے زیادہ ہے ودھان سبھا اور ودھان پریشد کے لئے ممبر منتخب کرنے کی غرض سے ووٹر ہونے اور ووٹ ڈالنے کا حق رکھتا ہے ایسی سیاسی پارٹی جس کی لوک سبھا میں اکثریت ہوتی ہے۔ مرکزی حکومت کی تشکیل کرتی ہے ایسی پارٹی جس کی ودھان سبھا میں اکثریت ہوتی ہے ریاست کی حکومت کی تشکیل کرتی ہے۔ لوک سبھا اور ودھان سبھاؤں کے لئے انتخابات معمولاً ہر ۵ سال کے بعد ہوتے ہیں۔ اس لئے میری اور آپ کی دوٹیں اسباب کا فیصلہ کریں گی۔ کہ ملک پر حکومت کون کرے۔ کون ٹیکس لگائے۔ اور کون قوم کے روپے پیسے کو خرچ کرے لہذا یہ ہمارا فرض بھی ہے اور حق بھی کہ انتخابات میں اپنا ووٹ دیں۔ اور دانشمندی سے کام لے کر بہترین امیدوار کو ہی ووٹ ڈالیں۔

ووٹ کون دے سکتا ہے؟

صرف وہی اشخاص ووٹ دے سکتے ہیں جن کے نام ووٹروں کی فہرست میں درج ہیں۔ اسباب کی پڑتال کر لیجئے کہ آپ کا نام ان فہرستوں میں درج ہے اور دیگر تفصیلات درست ہیں۔ اگر کوئی غلطی ہو تو وہ الیکٹرل رجسٹریشن آفیسر کو درخواست دے کر درست کروائی جا سکتی ہے۔ آپ کو اس کے لئے کوئی فیس ادا نہیں کرنی پڑتی۔

اگر آپ کا نام غلط علاقہ کے لئے ووٹروں کی فہرست میں درج ہو گیا ہے تو آپ آفیسر مذکور کو درخواست دے کر اس میں ضروری تبدیلی کروا سکتے ہیں۔ آپ کو اس کے لئے بھی کوئی فیس دینے کی ضرورت نہیں۔

اگر آپ کا نام درج ہونے سے رہ گیا ہے

اگر آپ کو اپنا نام ووٹروں کی فہرست میں نہ ملے تو فوراً الیکٹرل رجسٹریشن آفیسر کو نام درج کرنے کے لئے درخواست دیجئے اس کے لئے آپ کو ایک روپیہ کا غیر عدالتی اسٹامپ دینا ہوگا۔ دیر بالکل نہ کریں کیونکہ اگر آپ نے اس وقت درخواست دی جب انتخاب کا حکم جاری کیا جا چکا ہو تو آپ کو ریاست کی راجدھانی میں چیف الیکٹرل آفیسر کو درخواست دینی ہوگی۔ اور غیر عدالتی اسٹامپ کی صورت میں ۵ روپے کی فیس ادا کرنی ہوگی

اپیلیں

اگر آپ نے نام درج کروانے کے لئے درخواست الیکٹرل رجسٹریشن آفیسر کو دی تھی۔ اور اس نے اسے رد کر دیا ہے تو آپ چیف الیکٹرل آفیسر کے پاس اپیل کر سکتے ہیں۔ ہر صورت میں آپ کو مبلغ ۱ روپے کی فیس غیر عدالتی اسٹامپ کی شکل میں ادا کرنی ہوگی۔

پولنگ سٹیشن پر

اسباب کا پتہ کریں کہ آپ کا پولنگ سٹیشن کونسا ہے اور وہاں پر ووٹیں ڈالنے کی تاریخ کیا ہے۔ آپ کو اس روز ووٹ ڈالنے کے لئے پولنگ سٹیشن جانا ہوگا

پولنگ سٹیشن پر جلد پہنچ جایئے۔ آپ سے پہلے اور آدمی بھی آئے ہوں گے۔ مردوں اور عورتوں کی علیحدہ علیحدہ قطاریں ہوں گی۔ اگر کسی امیدوار نے یا کسی پارٹی نے آپ کو شناختی چٹ دی ہو تو آپ اس کو اپنے پاس رکھیئے۔ یہ آپ کی اور افسران کی امداد کرے گی۔

آپ کی باری پر ایک افسر آپ سے آپ کی شناختی چٹ لے لے گا۔ اس کی مدد سے ووٹروں کی فہرست پر آپ کا نام تلاش کرے گا۔ اور آپ کو ایک سرکاری شناختی سلپ دے گا جب آپ پولنگ سٹیشن میں داخل ہوں تو آفیسر کو یہ سلپ دیجئے۔ وہ آپ کی شناختی تصدیق کرے گا۔ اور اس کے بعد آپ کے بائیں ہاتھ کی انگلی پر نہ مٹنے والی سیاہی سے نشان لگایا جائے گا۔ اور شناختی سلپ آپ کو ایک یا دو بیلٹ پیپروں کے ساتھ واپس کر دی جائے گی۔ اگر ودھان سبھا کے لئے ۲ ممبران کا انتخاب کرنا ہوا۔ تو آپ کو دو بیلٹ پیپر ملیں گے۔ اگر صرف ایک ممبر منتخب ہونا ہے تو آپ صرف ایک بیلٹ پیپر لے کر ووٹ ڈالنے کے کمرہ میں جائیں گے۔ اس کمرہ کے دروازہ پر جو چپڑاسی ڈیوٹی پر کھڑا ہوا ہے شناختی سلپ دے دیجئے۔

ووٹ کس طرح ڈالا جائے؟

کمرہ کے اندر آپ کو کئی ایک بیلٹ بکس پڑے ہوئے ملیں گے۔ ان بکسوں پر آپ کو امیدواروں کے نشانات چسپاں ملیں گے اس امیدوار کا نشان آپ یاد رکھیئے جسے آپ اپنا ووٹ دینا چاہتے ہیں۔ جس بکس پر آپ کے امیدوار کا نشان ہو اس میں آپ بیلٹ پیپر ڈال دیجئے۔ بیلٹ بکس پر سفید دھاری یہ ظاہر کرتی ہے کہ درز یہاں ہے اس درز سے بیلٹ پیپر باآسانی بیلٹ بکس میں چلا جائے گا۔

اگر آپ کے پاس دو بیلٹ پیپر ہیں تو آپ دو امیدواروں کو ووٹ دے سکتے ہیں۔ اگر آپ اپنے بیلٹ پیپر علیحدہ علیحدہ بکسوں میں ڈالیں گے۔ تو آپ کے دونوں ووٹ شمار ہو جائیں گے۔ اگر آپ اپنے دونوں بیلٹ پیپر ایک ہی بکس میں ڈال دیں گے تو آپ کی ایک ووٹ گنتی میں نہیں آئے گی اور وہ ضائع ہو جائے گی۔

کوئی بھی بیلٹ پیپر اپنے ساتھ مت لے آیئے۔

آپ کی ووٹ صیغہ راز میں رہے گی

آپ کی ووٹ مکمل طور پر صیغہ راز میں رکھی جائے گی۔ جس کو بھی آپ چاہیں مکمل آزادی کے ساتھ بغیر کسی ڈر کے ووٹ دے سکتے ہیں۔ آپ کو ووٹ ڈالتے ہوئے کوئی بھی شخص نہیں دیکھ سکتا اور کوئی یہ معلوم نہ کر سکے گا (باقی ...)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے ... آرٹ پریس ... [illegible]

34

ہفت روزہ مبلغ بدر قادیان

مورخہ ۲۴ر جنوری ۱۹۵۷ء

روحانیت کے احیاء کا اصل ذریعہ

زمانہ قدیم کی نالندہ اور ٹیکسلا یونیورسٹیوں کے نمونہ پر کوروکشیتر کے تاریخی مقام پر ۱۱ر جنوری ۱۹۵۷ء کو صدر جمہوریہ ڈاکٹر راجندر پرشاد نے ایک نئی یونیورسٹی کا سنگ بنیاد رکھا۔ آپ نے اس یونیورسٹی کے قیام پر اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:-

"مجھے اس بات کا یقین ہے کہ یہ ادارہ ہماری ان تمام ضروریات کو پورا کرے گا جو ہماری قدیمی روایات اور موجودہ حصہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور جن کا کھوج ہمارے پرانے ادب اور نئے ادب ہی سے لگایا جا سکتا ہے۔ ہمارا مقصد اس کھوج میں زندگی کی روحانی قدروں کو برقرار رکھنے کا ہونا چاہیئے کہ ہم عوام کے لئے کچھ بنیادی تعمیرات پیش کر جائیں"

اس سلسلہ میں آپ نے اس وقت کی ترقی یافتہ دنیا کا زمانہ قدیم کی روحانیت سے بہرور دنیا کا مقابلہ کرتے ہوئے بعض اہم امور کی طرف توجہ دلائی ہے اور بتایا ہے سائنٹیفک ترقی کے ساتھ روحانی ترقی بھی چاہیئے آپ نے کہا:-

آج کی دنیا نے سائنس، صنعت اور ٹیکنیکل ترقیات میں نمایاں کامیابی حاصل کی ہے۔ اس زاویہ نگاہ سے اگر زمانہ قدیم کا مطالعہ کیا جائے تو ہمیں اس زمانے کے لوگ پسماندہ دکھائی دیں گے۔ لیکن جہاں تک ان کے طرز فکر، بنیادی ادبیات، تعلیمات، محبت، آرٹ اور ان کی تخلیقی تحریروں اور اسپنداری دفلاح کے خیال کا سوال ہے۔ آج کی جدید دنیا کا کوئی فرد بھی اس طرف مائل نہیں ہے اور نہ ہی اس سلسلہ میں اس نے نمایاں خدمت انجام دی ہے یہی وجہ ہے کہ وہ ان قدیم زمانہ کے لوگوں سے کوئی فوقیت نہیں رکھتا جنہوں نے خوشحالی، فارغ البالی محبت اور عزت فکر کے سرچشمے ہم پر کھول دیئے ہیں۔ کچھ بھی ہو ہمیں تو یہی کہنا ہوگا کہ آج کے انسان نے اس سلسلہ میں کوئی ترقی نہیں کی ہے۔

صدر جمہوریہ نے کہا کہ اگر ہم زمانہ قدیم کی روایات تعلیمات، طرز فکر، ادبیات اور فلسفہ کا مطالعہ کریں اور جدید و قدیم کے اس خلاء کو پُر کریں۔ تو ہماری زندگی بے انتہار کامیاب اور خوشحالی گذر سکے گی ہمیں چاہیئے کہ ہم انسانیت اور خدا سے تعلقات کے ساتھ اپنی مادی ترقیات کریں۔

صدر جمہوریہ نے بجا طور پر فرمایا کہ آج کے انسان نے روحانیت میں کوئی ترقی نہیں کی۔ اور درحقیقت مادی ترقی میں بہت آگے نکل جانے والے اس وقت خود بھی اس عظیم خلاء کو بُری طرح محسوس کرنے لگے ہیں۔

جہاں تک کوروکشیتر میں قائم کردہ یونیورسٹی سے بیان کردہ مقاصد کے حصول کا سوال ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس طریق پر ریسرچ کرنے اور زمانہ قدیم کی روایات تعلیمات، طرز فکر، ادبیات اور فلسفہ کا مطالعہ کرنے سے بہت کچھ معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔ اور بہت ممکن ہے کہ چند سالوں میں سنسکرت کے چند عالم بھی پیدا ہو جائیں۔ اور کچھ کتابیں بھی اس سلسلہ میں لکھ دی جائیں۔ لیکن فی الواقع جس قسم کی روحانیت کی اس وقت دنیا کو ضرورت ہے یا بقول صدر جمہوریہ جن روحانی قدروں کو برقرار رکھنے کی ضرورت ہے سچ تو یہ ہے کہ وہ ریسرچ سے پوری نہیں ہو سکتی۔ اس کے لئے تو کچھ اور ہی قسم کے ذرائع کو عمل میں لانے اور کچھ دوسرے ہی اسباب پر نظر کرنے کی ضرورت ہے۔

جب ہم اسباب کو اچھی طرح محسوس کرتے ہیں کہ آج کی دنیا نے مادیت میں انتہائی ترقی کی ہے۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ جوں جوں انسان مادی ترقی میں بڑھتا گیا اس کی روحانی حالت کمزور ہوتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ اب وہ روحانیت کی حقیقت سے قریب قریب انکاری ہو چکا ہے۔ جیسا کہ صدر جمہوریہ نے اس کا اظہار کیا ہے

اگر ہم اس پہلو سے اسباب پر غور کریں کہ آخر مادیت میں دنیا کی ترقی اور اس کی طرف دانشمندوں کا زیادہ رجحان اور کامل شغف کیونکر پیدا ہوا تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اصل چیز جو مادی ترقی کا باعث ہوئی ہے۔ وہ مادی اشیاء اور اُن کے خواص کا ذاتی تجربہ اور مشاہدہ ہے۔ اور انسان کسی بات میں ترقی نہیں کر سکتا جب تک اُس کے متعلق اُسے کامل یقین حاصل نہ ہو اور ذاتی تجربہ اور مشاہدہ ہی ایک ایسی چیز ہے جس سے انسان کسی چیز کی حقیقت کا قائل ہو سکتا اور اس سے استفادہ کر سکتا ہے۔ آج ہم کسی بڑے سے بڑے دانشمند کی بات پر کیوں یقین کر لیتے ہیں۔ اسی وجہ سے کہ جو چیز وہ اپنے بار بار کے تجربہ کے بعد ہمارے سامنے پیش کرتا ہے خود ہمارے بھی مشاہدہ و تجربہ میں آکر صحیح ثابت ہوتی ہے

پس جب ایک انسان مادیت میں ترقی کا یقین تو اسی بنا پر کرتا ہے کہ جو کچھ اس کے سامنے بیان کیا گیا ہے۔ خود اس کے اپنے تجربہ میں آکر درست ثابت ہو۔ اگر روحانیت میں بھی ایسے ہی طریق پر ذاتی تجربہ اور مشاہدہ کے ساتھ اُس کے دل میں ویسا ہی یقین پیدا کر دیا جائے تو ناممکن ہے کہ کوئی شخص روحانیت سے متاثر نہ ہو۔ چنانچہ پیشوایان مذاہب اور روحانی رہنماؤں کی ایک علمی تاریخ اس بات پر شاہد ہے۔ اور اُن کے زمانہ میں ظاہر شدہ انقلاب عظیم اس کی تصدیق کرتا ہے۔ اور یہی اصل طریق ہے جس سے روحانیت سے کٹ رہی دنیا کو اس طرف متوجہ کرنے میں زیادہ کامیاب ہو سکتا ہے۔

اس موقعہ پر ہم اسباب کو صاف طور پر ذکر کرنے میں کچھ تامل نہیں پاتے۔ کہ اس وقت ضرورت ہے ایک ایسے زندہ رہنما کی جو روحانیت میں اپنے ذاتی تجربہ اور مشاہدہ میں لوگوں کی راہنمائی کرے اور ان کے دلوں میں وہ کامل یقین پیدا کر دے جو انسان کو بجائے خود اس راہ میں متحرک و فعّال بنا دے۔

اس قسم کے برگزیدہ انسانوں کا وجود بجائے خود ایک یونیورسٹی ہوگا۔ اس کی صحبت میں چند گھڑیاں بیٹھ کر روحانیت کے وہ سبق حاصل ہوں گے جو ظاہری ریسرچ میں بیسیوں سال صرف کرنے کے بعد بھی حاصل ہونے ممکن نہیں۔ انسان ابتداء ہی سے ایک ایسی بالا ہستی کی رہنمائی کا محتاج چلا آیا ہے۔ جو اپنے برگزیدہ افراد پر ایسے نشانات ظاہر کرتا ہے جو دیکھنے اور سننے والوں کے دلوں میں ایک زندہ اور تازہ ایمان پیدا کرتے ہیں۔ جس سے اندر ہی اندر انسانوں کے دل بدلتے چلے جاتے ہیں۔ اور کامل یقین اور سچی معرفت کے ساتھ ان میں ایک غیر معمولی صفائی اور طہارت پیدا ہوتی ہے۔ جس کے نتیجہ میں دنیا حقیقی خوشی اور فارغ البالی محبت کے سرچشموں سے ہمکنار ہوتی ہے۔

اس موقعہ پر ہم اپنے فرض کی بجا آوری میں کوتاہی کریں گے۔ اگر ہم اپنے ہموطنوں کو اسبات کی خبر نہ دیں کہ ایسی یونیورسٹی کا قیام آپ ہی کے ملک میں آج سے پون صدی پہلے روحانیت کے سرچشمے کی طرف سے عمل میں لایا جا چکا ہے۔ اس نے کمال فضل اور کرم سے قادیان کی سرزمین میں ایک ایسے ہی برگزیدہ انسان کو کھڑا کر کے ہماری اُسی رنگ میں راہنمائی کے سامان کر دیئے ہیں جس کی اس وقت دنیا کو ضرورت ہے۔ چنانچہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی جنہیں خدا تعالےٰ کی طرف سے اسی منصب پر فائز کیا گیا ہے، نے اپنے ذاتی تجربہ اور مشاہدہ کی بنا پر مجموعی طور پر اس امر کی طرف رہنمائی کرتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ ؎

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طورِ تسلی کا بتایا ہم نے
آج ان نوروں کا اک زور ہے اس عاجز میں
دل کو ان نوروں کا ہر رنگ دلایا ہم نے

اور مخصوص طور پر اپنے ہموطنوں کو روحانیت کے اس چشمہ کی طرف نہایت محبت بھرے انداز میں دعوت دیتے ہوئے فرمایا ؎

تشنہ بیٹھے ہو کنارِ جوئے شیریں حیف ہے
سرزمینِ ہند میں چلتی ہے نہرِ خوشگوار

پس مبارک ہے وہ انسان جو اپنی روحانیت کی درستی کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اپنی زندگی کے ایام کو اس اصل مقصد کے پا لینے میں صرف کرتا ہے!!!

ولادت

مورخہ ۲۲ر جنوری۔ مکرم مستری محمد الدین صاحب درویش کے ہاں لڑکا تولد ہوا۔ احباب بچہ کی درازئ عمر اور والدین کے لئے قرۃ العین ہونے کی دعا فرمائیں۔

مغرب میں اسلام کی بڑھتی ہوئی دلچسپی

از محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب جج عالمی عدالت لیگ

جلسہ سالانہ ربوہ کے موقعہ پر جو پُر از معلومات تقریر بیان فرمائی۔ اور جس کا خلاصہ روزنامہ الفضل میں شائع ہوا اُسے افادہ احباب کے لئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ ایڈیٹر۔

اسلام میں اہل مغرب کی بڑھتی ہوئی دلچسپی

میری تقریر کا عنوان " مغرب میں اسلام کے متعلق بڑھتی ہوئی دلچسپی " ہے۔ گزشتہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر میری جو تقریر ہوئی تھی۔ اس کا عنوان تو اب مجھے یاد نہیں۔ لیکن قریب قریب ایسا ہی مضمون تھا۔ جس پر مغرب کے موجودہ حالات کے پیش نظر میں نے روشنی ڈالی تھی۔ اس تقریر کے بعد میرے بعض نوجوان احمدی دوستوں نے مجھے بتایا کہ بعض پڑھے لکھے غیر احمدی نوجوان یہ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ اس امر کا کوئی واضح ثبوت موجود نہیں ہے۔ کہ فی زمانہ مغرب میں اسلام کے متعلق خصوصیت سے دلچسپی پیدا ہو رہی ہے۔ یہ بات تم لوگ اپنی تبلیغی اور تبشیری سرگرمیوں کو نمایاں کرنے کے لئے محض ملمع سازی کے طور پر پیش کرتے ہو۔ اس سے مجھے تعجب ہوا۔ کہ یہ کوئی مسائل کی بات نہیں کہ اس بارے میں کسی قسم کے اختلاف کی گنجائش ہو۔ یہ تو واقعات کی بات ہے۔ زیادہ سے زیادہ وہ یہ کہہ سکتے تھے۔ کہ ان واقعات سے وہ نتیجہ نہیں نکلتا جو تم نکالتے ہو۔ بلکہ ان واقعات سے تو اہل مغرب کے موقف یا نظریہ میں صرف اس حد تک تبدیلی کی نشاندہی ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فلاں اس حد تک بڑھی ہوئی ہے کہ جو بات ہم کہیں گے۔ یہ اس کے مخالف ہی کہیں گے۔

سوال یہ نہیں ہے کہ ہم کیا کہتے ہیں۔ اور وہ کیا کہتے ہیں۔ بلکہ سوال یہ ہے کہ واقعات کیا ہیں۔ سو میں آج وہ واقعات بیان کر دوں گا۔ جن کی بنا پر ہم کہتے ہیں۔ کہ مغرب میں اسلام کے متعلق دلچسپی بڑھ رہی ہے۔ جب ہم یہ کہتے ہیں۔ کہ اسلام کے متعلق مغرب میں دلچسپی بڑھ رہی ہے۔ تو اس سے بہرصورت میری یہ مراد نہیں۔ کہ کل کو یہ سارے کے سارے ممالک مسلمان ہو جائیں گے۔ اگرچہ ہم چاہتے تو یہی ہیں۔ کہ یہ سب جلد سے جلد اسلام قبول کر کے ہدایت پر آ جائیں۔ لیکن آثار کے لحاظ سے ابھی یہ صورت نہیں ہے البتہ جو کچھ ہم کہتے ہیں اس سے ہماری یہ مراد ضرور ہے کہ اول وہ طبقے خصوصاً مستشرقین جو مشرق کے متعلق علمی تحقیقات کرتے رہتے ہیں۔ اب اسلام میں پہلے سے بہت بڑھ کر دلچسپی لے رہے ہیں۔ پہلے ان کی دلچسپی مخالفانہ اور بڑی حد تک معاندانہ تھی۔ پھر اس میں تحقیق کا رنگ پیدا ہوا۔ اور اب ان کی دلچسپی خاصی حد تک ہمدردانہ ہے۔ سو گویا ان کی دلچسپی میں وسعت بھی پیدا ہوئی اور ساتھ ہی ان کی دلچسپی گہرائی کا بھی حامل ہے۔ دوسرے سیاسی حلقوں میں بھی اور عام علمی حلقوں میں بھی بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ایک حد تک عام لوگوں میں بھی یہ جستجو پائی جاتی ہے۔ کہ وہ اسلام کے متعلق مزید معلومات حاصل کریں۔ ان کی دلچسپی بھی ہمدردانہ ہے۔

دلچسپی کی وجوہات

اس دلچسپی کی وجوہات کیا ہیں یہ کیونکر پیدا ہوئی۔ اور اس کے اسباب کیا ہیں۔ سو اس ضمن میں موٹے طور پر یہ بات صحیح ہے کہ ہر رَو جو چلتی ہے یا ہر تحریک جو اٹھتی ہے۔ اس کے کچھ ظاہری اسباب ہوتے ہیں۔ اور کچھ روحانی اسباب ہوتے ہیں۔ دراصل وہ دونوں ایک ہی جگہ سے چلتے ہیں۔ لیکن بعض کو ظاہری اسباب ہم اس لئے کہتے ہیں۔ کہ لوگوں کی نظروں میں وہ ظاہری اسباب ہوتے ہیں۔ اور دوسرے کو ہم روحانی اس لئے کہتے ہیں۔ کہ ان سے اللہ تعالیٰ کی مشیت کی نشاندہی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جب اپنی مشیت کے تحت کوئی کام کرنا چاہتا ہے۔ تو جن وجوہات کی بنا پر اپنی مشیت جاری کرتا ہے۔ ان وجوہات کو ہی روحانی اسباب کہا جاتا ہے۔ لیکن دراصل اگر غور کیا جائے۔ تو دونوں قسم کے اسباب ایک ہی جگہ سے چلتے ہیں۔ اور آگے چل کر ان کی علیحدہ علیحدہ دو رَوئیں ہو جاتی ہیں۔

ظاہری اور روحانی اسباب کی ایک واضح مثال

میں ایک مثال دے کر اس امر کو واضح کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ مثلاً ہماری زندگیوں میں رونما ہونے والے دو اہم واقعات دو عالمی جنگیں ہیں۔ جو یورپ میں شروع ہوئیں۔ اور پھر انہوں نے ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ ان جنگوں کے ظاہری اسباب یہ تھے۔ کہ یورپ کی قوموں میں سے خصوصاً فرانس اور انگلستان اور کسی حد تک ہالینڈ، بلجیم اور اٹلی نے گزشتہ سو دو سو سال میں بہت سے ایسے علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ کہ جہاں کی قومیں کمزور تھیں ان علاقوں میں ایسے وسائل میسر تھے۔ کہ جنہیں ترقی دے کر اور جن سے فائدہ اٹھا کر انہوں نے اپنے آپ کو دولت مند بنا لیا۔ یورپ کی بعض دوسری قوموں نے اس طرف توجہ نہیں دی۔ اور جب توجہ دی۔ تو ایسے علاقے اول الذکر قوموں کے قبضہ میں آ چکے تھے۔ اب جرمنی بھی ایسی ہی طاقتوں میں سے ایک تھا۔ ۱۸۷۲ء میں یہ ملک بھی اتحاد کر کے ایک بڑا ملک بن گیا پہلے یہ چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں بٹا ہوا تھا۔ لیکن ان سب کے متحد ہونے سے اسے بھی طاقت حاصل ہو گئی۔ اس نے بھی صنعت و حرفت اور تجارت وغیرہ میں ترقی کی۔ اور بالآخر اس صدی کے شروع میں جرمنی کی یہ پوزیشن ہو گئی۔ کہ وہ فرانس کی برابری کا دم بھرنے لگا۔ اس پر ان لوگوں میں بھی یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ ہم بھی کیوں نہ غیر علاقوں پر قبضہ کریں سو پہلی جنگ عظیم کی یہ ایک ظاہری وجہ تھی چنانچہ قیصر جرمنی نے بادشاہ بنتے ہی تیاری شروع کر دی۔ اور یہ عزم کر لیا۔ کہ میں ان بڑی بڑی قوموں کا مقابلہ کروں گا۔ یہ ایک ظاہری وجہ تھی۔ جس کے نتیجے میں ہوتے ہوتے بالآخر جنگ چھڑی اور جنگ میں جرمنی کو شکست ہوئی۔ اس کے بعد صلح کے معاہدے میں ایسی کڑی شرائط رکھی گئیں۔ کہ جن کے نتیجے میں جرمنی کو پھر سر نکالنے کا موقع ملا۔ پہلے ان میں یہ احساس پیدا ہوا۔ کہ ان کے ساتھ بہت ظلم اور زیادتی ہوئی ہے۔ اور پھر یہ احساس انتقام کے جذبات پیدا کرنے کا موجب بنا چنانچہ جرمنی نے اپنے پاؤں پر کھڑے ہوتے ہی سائنس کی طرف توجہ دی۔ اور فوجی سامان وغیرہ جمع کیا۔ اس کے نتیجے میں بالآخر دوسری جنگ عظیم رونما ہوئی۔

عالمی انقلاب کے روحانی اسباب

یہ تو تھے ان جنگوں کے ظاہری اسباب۔ لیکن روحانی اسباب کیا تھے؟ اگر آپ اسباب کا مطالعہ کرنا چاہیں۔ تو ان کے لئے تفسیر کبیر کا بار بار مطالعہ ضروری ہے۔ بالخصوص سورہ کہف کی تفسیر، سورہ مریم کی تفسیر، سورہ طٰہٰ کی تفسیر اور سورہ انبیاء کی تفسیر پڑھ کر آپ تفصیلی طور پر ان اسباب کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔ تاہم موٹا سبب یہ تھا کہ دنیا میں شرک بہت زور پکڑ گیا تھا۔ اور بالخصوص تثلیث کا عقیدہ اس شرک کو فروغ دینے میں بہت نمایاں کردار ادا کر رہا تھا۔ خدا تعالیٰ کے لئے یہ بات تھا کہ دنیا میں توحید خالص کی ہوا چلا دے۔ اور توحید خالص کے پھیلنے میں ان قوموں کا موقف ایک بہت بڑی روک تھا۔ خدا تعالیٰ کی مشیت نے فیصلہ کیا۔ کہ یہ روک ہٹا دی جائے۔ چنانچہ اس روک کو ہٹانے کا وقت آ گیا۔ اور ایسا ہی ظہور میں آیا۔

اور کسر صلیب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہم کاموں میں سے تھا۔ اور آپ کے مبعوث ہونے کے بعد ایسے حالات کا پیدا ہونا ضروری تھا۔ کہ جن کے نتیجے میں صلیب کا غلبہ ٹوٹے۔ اور توحید کے پھیلنے کے لئے فضا ہموار ہو۔ غالباً ۱۹۳۸ء کی گرمیوں کی بات ہے۔ کہ جب میں شملہ میں تھا۔ اور حکومت ہند میں وزیر تھا۔ اس وقت جمعہ کی نماز میرے ہی مکان پر ہوتی تھی۔ ایک جمعہ کے موقعہ پر جبکہ محترمی حافظ عبد السلام صاحب بھی وہاں موجود تھے۔ میں نے خطبہ میں کہا تھا کہ آثار سے معلوم ہوتا ہے۔ اب پھر جنگ ہوگی۔ اور اس کا اصل سبب میں نے یہی بیان کیا تھا کہ:۔

> سنگ بر معصوم می بارد خبیث بدگہر
> آسماں را می سزد گر سنگ بارد بر زمیں

یعنی اس وقت تک تو دشمن رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پتھر مارتا رہا ہے۔ لیکن اب وقت آ گیا ہے۔ کہ اس کے بدلے میں آسمان زمین پر پتھر برسائے گا۔ میں نے کہا تھا۔ کہ اب وہ کچھ برسنے والا ہے کہ جس کو تصور میں لانا بھی ممکن نہیں ہے۔ بہرحال یہ وجہ روحانی تھی

اسلام میں دلچسپی کے ظاہری اسباب

اب میں اس طرف آتا ہوں۔ کہ روحانی اسباب

کے علاوہ اسلام میں اہلِ مغرب کی بڑھتی ہوئی دلچسپی کے کچھ ظاہری اسباب بھی ہیں۔ ان میں سے ایک دو میں بیان کر دیتا ہوں۔ ظاہری اسباب یہ ہیں۔ کہ یورپی قوموں کا جب وہ اقتدار جس کا میں اوپر ذکر کر آیا ہوں ٹوٹا تو بہت سے ممالک اور بنی نوع انسان کا ایک بڑا طبقہ یورپی حکومتوں کے تسلط سے آزاد ہو گیا۔ بالخصوص دوسری جنگ عظیم کے بعد بڑی شدت سے آزادی کی رَو چلی۔ ان آزاد ہونے والے ممالک میں اکثریت مسلمان ممالک کی تھی۔ چنانچہ جب اقوام متحدہ کی تنظیم قائم ہوئی۔ تو اس وقت بھی بعض اسلامی ملک اس میں شامل ہوئے۔ اب اقوام متحدہ کے ۸۰ رکن ممالک میں سے سولہ اسلامی ملک ہیں۔ اگر جاپان کی شمولیت کا بھی فیصلہ ہو گیا۔ جیسا کہ امید ہے کہ عنقریب ہو جائے گا۔ تو پھر ۸۱ رکن ممالک میں اسلامی ملکوں کی تعداد سولہ ہو گی۔ جغرافیائی محل وقوع کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر مغرب سے ترتیب وار شمار کیا جائے۔ تو وہ اسلامی ملک یہ ہیں۔ مراکش۔ تونس۔ لیبیا۔ مصر۔ سوڈان اردن۔ یمن۔ سعودی عرب۔ لبنان۔ شام۔ عراق۔ ترکی۔ ایران۔ افغانستان۔ پاکستان اور انڈونیشیا۔ ان کے علاوہ پانچ ملک ایسے ہیں۔ جو آئندہ تین چار سال میں آزاد ہو جائیں گے۔ بعض ان میں سے آزاد بھی نہیں ہیں۔ اور انہیں اسلامی بھی نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن ان میں اسلامی عنصر نمایاں ہے۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ پانچ سات سال کے عرصہ تک وہاں مسلمانوں کی تعداد بڑھ جائے گی۔ جیسے میں نے ابھی لبنان کا شمار اسلامی ملکوں میں کیا ہے۔ لیکن اکثریت وہاں عیسائیوں کی سمجھی جاتی ہے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ وہاں کی آبادی میں پچاس فی صدی سے زیادہ عیسائی ہیں۔ گو مسلمان اس بات کو تسلیم نہیں کرتے ان کا کہنا ہے۔ کہ اب ہماری تعداد زیادہ ہو چکی ہے۔ وہاں عرصہ سے مردم شماری نہیں ہوئی ہے۔ اگر مسلمان پچاس فی صدی بھی ہوں۔ تو اس کا شمار اسلامی ملکوں میں ہی ہو گا۔ وہ پانچ ملک جو جلد ہی آزاد ہو کر اسلامی ملکوں میں ہی شمار کئے جائیں گے۔ ملایا۔ سمالی لینڈ۔ گولڈ کوسٹ۔ نائیجیریا اور الجیریا ہیں۔ ان میں سے ملایا کے متعلق توقع ہے۔ کہ ایک سال کے اندر اندر اسے آزادی مل جائے گی۔ اسی طرح سمالی لینڈ چار سال بعد آزاد ہو جائے گا۔ آج سے چھ سال قبل ان سے وعدہ کیا گیا تھا۔ کہ دس سال کے بعد انہیں آزادی دے دی جائے گی۔ سو اس میں سے اب صرف چار سال باقی رہ گئے ہیں۔ اس کی ساری آبادی مسلمان ہے۔ گولڈ کوسٹ آئندہ سال آزاد ہونے والا ہے۔ وہاں ابھی مسلمانوں کی اکثریت نہیں ہے۔ لیکن ہماری جماعت کی کوششوں کے نتیجے میں وہاں اسلام بڑی سرعت سے پھیل رہا ہے۔ چوتھا ملک نائیجیریا ہے وہاں شمال میں پہلے ہی مسلمانوں کی کثرت ہے جنوب میں بے شک مسلمان بہت تھوڑے ہیں۔ لیکن ہم سمجھتے ہیں۔ کہ جنوب میں بھی ہماری تبلیغی سرگرمیوں کے نتیجے میں مسلمانوں کی کثرت ہو جائے گی۔ اور یہ ملک بھی بہت جلد اسلامی ملکوں میں شامل ہونے کے قابل ہو جائے گا۔ الجیریا پہلے ہی ایک اسلامی ملک ہے۔ وہاں حصولِ آزادی کے لئے جدوجہد ہو رہی ہے۔ اور یہ جدوجہد اس مرحلہ پر پہنچ چکی ہے۔ کہ اس کو اسی صورت میں ختم کیا جا سکتا ہے۔ کہ پوری کی پوری آبادی کو تباہ کر دیا جائے۔ ورنہ وہ آزادی حاصل کر کے ہی رہیں گے۔ ظاہر ہے کہ جب یہ صورت پیدا ہو جائے۔ تو جلد یا بدیر ملک کا آزاد ہونا یقینی ہو جاتا ہے سیاسی اور تمدنی لحاظ سے آزادی کا جو معیار سمجھا جاتا ہے۔ الجیریا اس کے لحاظ سے مراکش اور تونس دونوں سے بڑھ کر ہے۔ اس طرح ان پانچوں ممالک کے آزاد ہو جانے سے اسلامی ملکوں کی تعداد اکیس ہو جائے گی۔ جب اسلامی ملکوں کی اتنی تعداد اقوام متحدہ میں موجود ہو تو چار و ناچار دنیا کو سوچنا پڑتا ہے۔ کہ کونسی وہ باتیں ہیں۔ کہ جن کے اثر کے ماتحت بین الاقوامی معاملات سے متعلق اسلامی ممالک کی پالیسی متعین کی جائے گی۔ موجودہ بلاکوں میں سے یہ کس کا ساتھ دیں گے یا غیر جانبدار رہیں؟ اسلام اور مسلمانوں میں مغربی اقوام کی بڑھتی ہوئی دلچسپی کی یہ ایک سیاسی وجہ ہے۔

پھر مغربی اقوام محسوس کر رہی ہیں کہ جمہور مسلمانوں کے دلوں پر جس قدر اثر دین کا ہے اتنا کسی اور چیز کا نہیں ہے خواہ عملاً دین کے ساتھ ان کا لگاؤ اتنا گہرا نہ ہو۔ لیکن بہر حال ان کے دل و دماغ پر دین کا اثر غالب ہے۔ اس لئے بھی مغربی ملکوں میں یہ دلچسپی پیدا ہو رہی ہے کہ ان کے دین کو سمجھا جائے۔ اور اس کے متعلق صحیح واقفیت حاصل کی جائے مستشرقین کی دلچسپی کی بھی بڑی وجہ یہی ہے مشنری بھی یہی سمجھتے ہیں کہ اسلام کو سمجھنے کا ہمارا پہلا طریق بالکل غلط تھا۔ ہم پہلے اسلام پر حملہ کرنے اور اسلام کو نیچا دکھانے کی جو کوشش کرتے تھے۔ اس کا کوئی اچھا نتیجہ نہیں نکلا۔

اسلام میں روس کی دلچسپی اور اس کی وجہ

مزید برآں اسلام میں دلچسپی لینے کی ایک وجہ یہ ہے کہ ان مغربی ممالک کے علاوہ روس میں اس کے کچھ صوبے یا سوویٹس "Republics" خالصتاً مسلمان تھے۔ اور بڑی کثرت سے اب بھی مسلمان ہیں۔ روس میں سوویٹ عنصر غالب آنے کے بعد سے وہاں دوسرے اثرات بھی بہت کچھ سرایت کر گئے ہیں۔ لیکن پھر بھی یہ لوگ بہر حال مسلمان ہیں اور اس طرح کیسپئن سے لے کر چین تک سارا علاقہ مسلمانوں سے ہی آباد ہے طبعاً خود روس کو بھی اور دوسری طاقتوں کو بھی یہ خیال ہے کہ اگر یہ پھر دین میں دلچسپی لینے لگ جائیں۔ تو ان کا رجحان کس طرف ہو گا۔ اس لئے روس بھی دلچسپی لینے پر مجبور ہے۔

امریکہ میں اسلام کی ترقی کے امکانات

خود امریکہ میں بھی اسلام کے متعلق دلچسپی بڑھ رہی ہے۔ سیاسی نبض پر ہاتھ رکھنے والے لوگ جانتے ہیں۔ کہ ملک میں اسلام کی بنیاد رکھی جا چکی ہے۔ اور وہ محسوس کر رہے ہیں۔ کہ اگر حلقوں میں اسلام کی رَو پھیل گئی۔ تو صدر کے انتخاب میں ان کے ووٹ پانسہ پلٹ سکتے ہیں۔ اس لئے اسلام کے متعلق ان کی دلچسپی بڑھ رہی ہے۔ پھر امریکہ دنیا کی سب سے بڑی طاقت ہے۔ اس لئے وہ لوگ ساری دنیا کے لحاظ سے بھی دلچسپی لینے پر مجبور ہیں۔ کہ مسلمان قومیں کس طرف جائیں گی۔ اور ان کا رجحان کس طرف ہو گا۔

علاوہ ازیں امریکہ میں عام طور پر دین کے متعلق دو باتیں پائی جاتی ہیں۔ جن سے اندازہ ہوتا ہے۔ کہ وہاں اسلام زیادہ سرعت کے ساتھ ترقی کرے گا۔ ایک تو ان کی آزاد خیالی ہے۔ ان کے دماغ اور ان کے ذہن آزاد ہیں۔ اگر وہ ایک بات کو سمجھ لیں اور اس کے قائل ہو جائیں تو پھر وہ اس کو قبول کرنے میں اس کا کھلے الاعلان اظہار کرنے میں اور پھر اس پر عمل پیرا ہونے میں کوئی دقت محسوس نہیں کرتے۔ اگر یورپ میں کوئی شخص مسلمان ہو جائے۔ تو اس کے لئے اپنے رواج اور اسلامی طریقوں کو اختیار کرنا مشکل ہوتا ہے۔ لیکن امریکہ کے لوگ اس بارے میں کوئی دقت محسوس نہیں کرتے۔ اسلام قبول کرنے اور اس کے احکامات پر عمل پیرا ہونے میں انہیں تمدنی اور معاشرتی لحاظ سے بھی کوئی دقت محسوس نہیں ہوتی۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ ان کو مذہب کے ساتھ لگاؤ اور دلچسپی ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ وہاں ہر ایک کی یہی حالت ہے۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ شروع ہی سے ان کی بنیاد آزادیٔ ضمیر سے پڑی ہے۔ جو لوگ وہاں ابتداءً جا کر آباد ہوئے تھے وہ گئے ہی اس لئے تھے کہ یورپ میں ان کے خلاف مذہبی تعصب برتا جاتا تھا۔ اس لئے خود وہ لوگ تعصب سے بہت حد تک پاک ہیں۔ اور آزادیٔ ضمیر کا جذبہ ان میں پایا جاتا ہے۔ یہ بڑا خوش کن امر ہے۔ (باقی)

اسٹالن کی طرف

روسی لیڈروں کی قلابازیاں بھی سمجھ سے باہر ہیں۔ اسٹالن کی مذمت کرنے کے بعد اب پھر اس کی تحسین ہونے لگی ہے۔ مسٹر خروشچیف نے ایک تازہ تقریر میں کہا کہ ہمیں مارکس لینن اور اسٹالن پر فخر ہے۔ ہم اسٹالن کو کمیونزم سے اور کمیونزم کو اسٹالن سے جدا نہیں کر سکتے۔ ہم نے اسٹالن پر نکتہ چینی کی ہے اور آئندہ بھی کرتے رہیں گے۔ مگر اس لئے نہیں کہ وہ برے کمیونسٹ تھے بلکہ اس لئے کہ لینن نے جن خرابیوں کی نشان دہی کی تھی وہ انہیں دور نہ کر سکے! لوگ کہتے ہیں کہ اسٹالن ازم کی طرف واپسی درست ہے۔ کیونکہ ہنگری کے واقعات اس کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔ مدبرین کا کہنا ہے کہ کمیونزم اور تشدد لازم ملزوم ہیں اور چونکہ اسٹالن تشدد ہی کا دوسرا نام تھا اس لئے ان کی واپسی حیرت انگیز نہیں ہے۔ ہمارے خیال میں روسی لیڈروں نے مختلف پلٹے کھا کر اپنے آپ کو بے وزن کر لیا ہے۔

(الجمعیۃ ۲۲؍)

37

اپنا بھیس "صاحب" کا دیس

عنوان بالا سے مولانا عبد الماجد صاحب دریا بادی کی طرف سے اخبار صدق جدید مجریہ ۱۱ر جنوری ۵۶ء میں ایک عمدہ نوٹ درج ہوا ہے۔ جو آپ کی ہی الفاظ میں یہ ہے:۔

دسمبر کے آخری ہفتہ کے انگریزی روزنامے پیش نظر ہیں۔ وزیراعظم ہند پنڈت جواہر لال کی ایک دو نہیں، کثرت سے تصویریں سفر امریکہ کی درج ہیں۔ کسی میں صدر جمہوریہ امریکہ سے ہاتھ ملا رہے ہیں۔ کسی میں وہاں کے کسی اور بڑے شخص سے مصروف گفتگو ہیں کسی میں یو، این جنرل اسمبلی کے سامنے تقریر کر رہے ہیں۔ ان سارے موقعوں پر ہر تصویر میں پنڈت جی کا لباس کیا ہے؟ امریکی لباس جو در حقیقت یورپی ہی لباس ہے؟ جی نہیں کسی ایک موقعہ پر بھی نہیں۔ بلکہ ہر جگہ وہی اپنا ملکی اور ہندوستانی لباس وہی سفید گاندھی ٹوپی۔ وہی سیاہ شیروانی اور وہی سفید چوڑی دار پاجامہ! گویا بھیس اپنا ہی رہا، گو دیس صاحب کا ملتا رہا۔ کتنی خوشی ہوتی اگر اپنی خودداری کا کوئی ایسا ہی ثبوت ہمارے مسلمان حکمران۔ افغانستان اور پاکستان، ایران اور ترکی کی عراق و مصر و سعودیہ وانڈونیشیا کے فرمانروا بھی دیتے! بڑے مسلمان حکمرانوں میں تو اس وقت تک مستثنیٰ ذات ایک سلطان سعود والئی حجاز سلمہ اللہ کی ہے۔ اسلام محض لباس کی بنا پر یقیناً کفر و ایمان کا قائل نہیں پھر بھی ملی خودداری ایک شے ہے۔ اور دوسروں کا لباس اختیار کر لینا ذہنی مرعوبیت کا تو بہر حال غماز ہے"۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ملی خودداری کو قائم رکھنے اور ذہنی مرعوبیت سے بچنے کے لئے نہایت ضروری ہے کہ جب انسان اپنے ماحول میں دار دہو تو ان باتوں کا خاص خیال رکھے۔ یہ بات کس قدر عجیب ہوگی اگر آزاد ملک کا آزاد شہری کہلانے کے باوجود جب کوئی شخص مغرب کا رُخ کرتا ہے تو اپنے وطن کے لباس کو چھوڑ کر محض شکست خوردہ ذہنیت کے ماتحت مغرب کے طور و طریق کو اختیار کرنا شروع کر دیتا ہے۔

خیر یہ دو مثالیں جو مولانا نے اپنے نوٹ میں بیان کی ہیں، وہ قریب زمانہ کی ہیں۔ جبکہ مشرق و مغرب پہلے کی نسبت ایک دوسرے کو کسی حد تک سمجھ چکا ہے۔ لیکن آج سے ۳۲ سال قبل جبکہ مشرق و مغرب کے حالات آج سے کہیں مختلف تھے) حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کا نمونہ آپ ہی کے الفاظ میں ملاحظہ ہو۔ ان چند سطور میں فیہ نہیں کہ حضرت امام جماعت احمدیہ نے بطور خود اس اعلےٰ قسم کی خودداری کا عملی نمونہ دکھایا۔ بلکہ جس طرح ہر روحانی راہنما اور ملک و قوم کے سچے خیر خواہ کی ہمدردی کا تقاضا ہے۔ آپ نے اپنے ہموطن نوجوانوں کو۔ ایسا ہی نمونہ دکھانے کی طرف توجہ دلائی اور بادلائل ثابت کیا کہ ملکی اور قومی ترقی کے لئے انہیں باتوں کا خیال رکھنا نہایت ضروری ہے۔

حضرت امام جماعت احمدیہ اس نفسیاتی نکتہ کو قرآن کریم کی سورت "قل یاایھا الکافرون" سے استنباط فرمایا۔ جیسا کہ اس نکتہ عجیبہ کو بیان کرنے سے چند سطور پہلے اسی سورت کے معانی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضور نے فرمایا:۔

" ان سورتوں میں زیادہ تر غیر مذاہب کا مقابلہ ہے اور اپنی کمزوریوں کو دور کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ اور مصائب کے وقت میں استقلال قائم رکھنے کی تلقین کی ہے اور توحید پر زور دیا گیا ہے اور باہمی لڑائی اور جھگڑے سے روکا گیا ہے "۔

اس کے بعد آپ مثال کے طور پر بیان فرماتے ہیں۔

" ۱۹۲۴ء میں میں انگلستان تبلیغ اسلام کے مواقع دیکھنے کے لئے گیا تھا میں نے اُس وقت وہی لباس پہنے رکھا جو میں ہندوستان میں پہنتا تھا اور یورپین لوگ نہ صرف یہ کہ اس لباس کو ذلیل سمجھتے ہیں۔ بلکہ چونکہ اُن کا رات کا لباس ایسا کھلا ہوتا ہے۔ جیسے ہماری قمیص اور سلوار۔ اس لئے وہ ہماری قمیص اور سلوار کو رات کا لباس سمجھتے ہیں یا دوسرے لفظوں میں یہ کہ وہ ہمیں اس لباس میں ننگا سمجھتے ہیں کیونکہ وہ رات کے لباس میں دوسروں کے سامنے نہیں آتے۔ ایک دن ہمارے مبلغ انچارج میرے پاس آئے اور بڑی تشویش سے کہنے لگے کہ آپ کے اس لباس کی وجہ سے یہاں لوگوں کو بہت ٹھوکر لگ رہی ہے۔ آپ اگر پتلون نہیں پہن سکتے۔ تو کم از کم علی گڑھ فیشن کا گرم پاجامہ پہن لیں اور قمیص کو اس کے اندر ٹھونس لیا کریں۔ میں نے اُن سے پوچھا کہ آخر میں ایسا کیوں کروں۔ ان لوگوں کو میرے قومی لباس پر اعتراض کرنے کا حق کیا ہے؟ مبلغ صاحب نے کہا کہ حق ہو یا نہ ہو بہر حال اس سے بہت بُرا اثر پڑتا ہے۔ اور ہماری قومی تحقیر ہوتی ہے۔ اُسی دن مجھ سے ملنے کیلئے لنڈن کے ایک اورینٹل کالج کے پرنسپل سر ڈینی سن راس اور کچھ اور بڑے بڑے آدمی آئے۔ میں نے اُن کے سامنے یہی سوال رکھا اور کہا کہ کیا آپ لوگ اس لباس کو ذلیل سمجھتے ہیں؟ جیسا یوروپین تہذیب ہے۔ انہوں نے کہا نہیں نہیں یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ ہم آپ کے لباس کو بڑا اچھا سمجھتے ہیں۔ میں نے سمجھ لیا کہ محض مغربی تہذیب کے نتیجہ میں ایسا کہہ رہے ہیں۔ اُن کے دل میں یہ بات نہیں میں نے پھر اصرار سے کہا کہ آپ میرے دوست ہیں سچ سچ بتائیے کہ آپکی قوم پر اس کا کیا اثر پڑتا ہے؟ اس پر انہوں نے کہا کہ سچی بات تو یہی ہے کہ ہمارے ملک کے لوگ اس لباس میں لوگوں کے سامنے آنے کو بُرا سمجھتے ہیں اور اسے حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں سر ڈینی سن راس علیگڑھ، اور کلکتہ میں بھی پروفیسر رہ چکے تھے۔ میں نے اُن سے پوچھا کہ سر ڈینی سن آپ یہ بتایئے کہ جب آپ ہمارے ملک میں تھے تو کیا سلوار یا دھوتی پہنا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ میں نے کہا تو پھر آپ یہ بتائیں کہ آپ ہمارے ملک میں جا کر اپنا ہی لباس رکھیں تو حرج نہیں اور ہم آپ کے ملک میں آکر اپنا لباس رکھیں تو یہ بُری بات ہے۔ کیا اس کے یہ معنے نہیں بنتے کہ آپ اپنی قوم کو بڑا سمجھتے ہیں اور ہماری قوم کو ذلیل سمجھتے ہیں۔ اس لئے آپ ہم سے وہ مطالبہ کرتے ہیں جس مطالبہ کو انہیں حالات میں آپ پورا کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اور جب یہ بات ہے۔ تو ایک ہندوستانی کی قومی غیرت کب برداشت کر سکتی ہے کہ وہ آپ کو خوش کرنے کے لئے اپنے لباس کو بدل لے۔ پھر میں نے اُن سے کہا کہ سچ سچ بتایئے جب ایک ہندوستانی کوٹ اور پتلون پہنتا ہے تو آپ کا دل خوش نہیں ہوتا کہ اس نے ہماری قومی برتری کو تسلیم کر لیا ہے اور ہمارے لباس کو اختیار کر لیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ معقول صورت میں یہ خیال آئے نہ آئے لیکن دماغ کے پس پردہ تو یہ خیال ضرور ہوتا ہوگا اور ہوتا ہے۔ میں نے کہا: اس سے دوسرے لفظوں میں یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جو شخص اپنا لباس آپکے ملک میں نہیں چھوڑتا آپکو اس پر غصہ بھی آتا ہے۔ آپ اپنی ہتک بھی محسوس کرتے ہیں۔ لیکن آپکے دماغ کے پس پردہ یہ خیال بھی رہتا ہے کہ یہ شخص ہم سے اور ہماری تہذیب سے ڈرا نہیں۔ اس پر وہ کچھ کھسیانے سے ہو کر کہنے لگے بات تو ٹھیک ہے تب میں نے اُن سے کہا کہ میں ہندوستان سے چلتے ہوئے یہاں کی سردی کا خیال کر کے گرم کپڑے کے ایسے پاجامے سلوا کر اپنے ساتھ لایا تھا جو علیگڑھ فیشن کے ساتھ ملتے تھے۔ وہ دیکھنے میں پتلون نما معلوم ہوتے ہیں۔ گو ان کے اندر ازار بند استعمال ہوتا ہے۔ لیکن اب میں وہ کپڑے نہیں پہنوں گا اور اسی طرح واپس لے جاؤں گا کیونکہ میں انگریز کے ہندوستان پر حاکم ہو جانے کی وجہ سے نہ اپنے ملک کے لوگوں کو انگریز سے کمتر سمجھتا ہوں اور نہ اپنے ملک کی تہذیب کو اس کی تہذیب سے کمتر سمجھتا ہوں۔ اور انگریزی تہذیب اور اس کے تمدن کی نقل کرنے کیلئے تیار نہیں ہوں"۔

شکست خوردہ ذہنیت کو بدلنے کی ضرورت

کاش ہمارے نوجوان مغربی ممالک کی طرف سفر کرتے ہوئے یا ان ملکوں میں سفر کرتے ہوئے ان سورتوں کو پڑھیں اور اُن کے مضمون پر غور کریں تو یقیناً وہ کفر کی طاقتوں سے کبھی متاثر نہ ہوں[گے] اور اپنی بے بسی اور اپنی ذلت اور اپنی قوم کی کمتری کا احساس اُنکے دلوں سے جاتا رہے۔ حق یہ ہے کہ انسان ظاہری حالات سے اتنا متاثر نہیں ہوتا جتنا کہ اپنی شکست خوردہ ذہنیت سے متاثر ہوتا ہے۔ حالات کی کمزوری کو آسانی سے بدلا جا سکتا ہے لیکن شکست خوردہ ذہنیت کا بدلنا بڑا مشکل کام ہوتا ہے۔ ایشیا کی گری ہوئی حالت میں لاکھوں کھرب پتی اور کروڑ پتی موجود ہیں لیکن شکست خوردہ ذہنیت سے محفوظ بہت کم لوگ ہیں۔ باوجود یورپ کے شدید مقابلہ کے دولت تو ہم کما لیں لیکن اپنی ذہنیت کو ان کے حملہ سے محفوظ نہیں کر سکے اور یہی شکست خوردہ ذہنیت ہے جس کی اصلاح کیلئے قرآن کی سورتوں میں توجہ دلائی گئی ہے اور جس کا علاج ان سورتوں میں پیدا کیا گیا ہے۔

صدر جمہوریہ مصر جمال عبد الناصر کے نام ناظر امور خارجہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان کا مکتوب

اور

اس کا جواب

میں حضرت امام جماعت احمدیہ کا ممنون ہوں کہ انہوں نے مصر کی جد و جہد کے متعلق پاکیزہ جذبات کا اظہار کیا اور دعائیں کیں (جمال عبد الناصر)

جناب ناظر امور خارجہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان کا ایک خط اور صدر جمہوریہ مصر جناب جمال عبد الناصر کی طرف سے اس کا جواب معہ اردو ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

نقل خط جناب ناظر صاحب امور خارجہ

جماعت احمدیہ پاکستان

ربوہ ۲۲-۱۲-۵٦ بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

فخامة السید جمال عبد الناصر

رئیس الجمهوریة المصریة

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ.

وبعد فقد تلقیت برقیة فخامتکم المورخة ۱۹/۱۱/۱۹۵٦ المعبرة عن عواطف الشکر والامتنان فکان لها الصدی الحسن لدی امام الجماعة الاحمدیة الذی اثلجت صدرہ اخبار وقف العدوان الانکلیزی الفرنسي والاسرائیلي وفشل المؤامرة التی حاکها الاستعمار ضد مصر العزیزة وهو یدعو الله تعالی ان یکلأکم والشعب المصری بعنایته لتکونوا السد الراسخ القوی العربي لکعبة الاسلام ضد اعدائه. الا ان حضرة امام الجماعة الاحمدیة لا یزال مهتما اهتماما عظیما بقضیة الخطر الصهیونی "الذی یهدد البیت الحرام مباشرة حتی رأیناہ یقترح منذ ثمانی سنوات علی الشعب الباکستانی بفرض ضریبة تساوی الواحد بالمائة من املاک کل باکستانی تخصص لمساعدة عرب فلسطین ضد اسرائیل وسواها من اعداء الاسلام والعروبة وتعهدت جماعتنا یومئذ ان تقدم اول الناس الضریبة المشار الیها فی سبیل الغایة المذکورة وهنالك خطب عدیدة القاها حضرته فی هذا الموضوع مقترحا فیها الخطوات العملیة الممکنة.

فالمهم أن حضرته لا زال مهتما اهتماما عظیما بقضیة الخطر الصهیونی وما فتئ وافراد جماعته داعیا اللہ عز وجل ان یحفظ البیت الحرام ویجمع المسلمین علی حبل اللہ وتقواہ ویلهمهم سبیل الرشاد

صان اللہ مصر وحفظکم امین

والسلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ.

ناظر الامور الخارجیة للجماعة الاحمدیة

سید زین العابدین ولی اللہ شاہ

خط کا ترجمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بخدمت گرامی ہز ایکسی لنسی جمال عبد الناصر

رئیس جمہوریہ مصر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

جناب کا شکر و امتنان کا تار مورخہ ۱۹-۱۱-۵٦ء کو مجھے ملا۔ جس کا حضرت امام جماعت احمدیہ پر گہرا اثر ہوا اور اطمینان قلب ہوا۔ کہ انگریزوں فرانسیسیوں اور اسرائیلیوں کا جور و ظلم رک گیا۔ اور امپیریلزم نے جو منصوبہ مصر کے متعلق باندھا تھا وہ ناکام رہا۔

حضرت امام جماعت احمدیہ اللہ تعالےٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ آپ کو اور مصری قوم کو اپنے خاص فضل سے مدد کرے تاکہ آپ دشمنوں کے مقابلہ میں کعبۂ اسلام کے رکن حصین بنیں۔

حضرت امام جماعت احمدیہ کا صیہونی خطرہ کے متعلق ہمیشہ فکر رہا ہے۔ کیونکہ اس کا زبردست اثر بیت اللہ پر پڑتا ہے۔ یہ فکر اس حد تک ہے کہ آٹھ سال ہوئے۔ آپ نے یہ تجویز کی تھی کہ ہر پاکستانی اپنے املاک پر ایک فی صدی چندہ دے۔ تاکہ فلسطینی عربوں کو اسرائیل اور دیگر دشمنانِ اسلام عرب کے خلاف اپنی جد و جہد میں اس روپے سے مدد حاصل ہو۔ اس تجویز پر عمل پیرا ہونے کے لئے ہماری جماعت کی طرف سے اتفاق کا اظہار کیا گیا۔

مزید برآں حضرت امام جماعت احمدیہ نے اس موضوع پر کئی تقاریر بھی فرمائیں تاکہ عملی قدم اٹھانے کے لئے تحریک ہو۔

الغرض حضرت امام جماعت احمدیہ کو یہودی خطرہ کا پورا احساس و فکر ہے۔ اللہ تعالےٰ سے ہماری دعا ہے کہ وہ بیت اللہ کی حفاظت فرمائے۔ اور مسلمانوں کو تقویٰ پر اکٹھا کرے اور انہیں نیکی کے راستہ پر چلنے کی تحریک فرمائے۔ اللہ تعالیٰ مصر کو ہر شر سے محفوظ رکھے۔ اور اس کا حامی و ناصر ہو۔

صدر جمہوریہ مصر جمال عبد الناصر کی طرف سے خط کا جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ریاسة الجمهوریة   سیادة زین العابدین

مکتب الرئیس   ولی اللہ شاہ پاکستان

تحیة طیبة

الکریمة التی أعربت فیها عن الشعور الطیب لسیادة امام الجماعة الاحمدیة نحو مصر فی کفاحها ضد الاستعمار متحالفا مع الصهیونیة

کما أشکر لسیادته اهتمامه بالقضیة الفلسطینیه والعمل علی درء الخطر الصهیونی الجاثم فی اسرائیل والمساندین له.

واللہ یوفقنا ویسدد خطانا ویثبت اقدامنا ویجمعنا علی کلمة سواء

والسلام علیکم ورحمة اللہ

القاهرة فی ۱۷/۱۲/۱۹۵٦

رئیس الجمهوریة

جمال عبد الناصر

ترجمہ:-

رئیس جمہوریہ مصر کا جواب

بخدمت ناظر امور خارجہ

آپ کے نیک پیغام کا شکر گذار ہوں۔ جس میں امام جماعت احمدیہ کی طرف سے مصر کی اس جد و جہد کے بارے میں پاکیزہ جذبات کا اظہار کیا گیا ہے۔ جو اس نے مغربی استعمار اور یہودی خطرہ کے خلاف جاری کر رکھی ہے۔ میں حضرت امام جماعت احمدیہ کا ممنون ہوں کہ انہوں نے مسئلہ فلسطین اور یہودی خطرہ کے بارے میں جو اسرائیل اور اس کے مددگاروں کی طرف سے رونما ہوا ہے۔ اتنا فکر ظاہر فرمایا ہے اور دعائیں کیں۔

اللہ تعالےٰ ہمیں توفیق دے اور ہمارے پائے ثبات کو تقویت بخشے۔ اور مومنوں کو صحیح راستہ پر چلائے۔ اور کلمۃ الحق پر سب کو جمع کرے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ

رئیس جمہوریہ مصر

جمال عبد الناصر

احمدیہ مشن لائبیریا کی کامیاب تبلیغی مساعی

وزیر دفاع اور دیگر اعلیٰ حکام و معززین کو تبلیغ اسلام

انگریزی ترجمۃ القرآن اور دیگر اسلامی لٹریچر کی وسیع اشاعت

مقامی یونیورسٹی میں عربی پڑھانے کا انتظام

بہائی مبلغین سے تبادلۂ خیالات ۔ متعدد اشخاص کا قبول اسلام

از مکرم محمد اسحاق صاحب صوفی انچارج احمدیہ مشن لائبیریا بوساطت وکالت تبشیر ربوہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اعلیٰ اور ادنیٰ تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ سب طبقوں میں تبلیغ جاری رہی۔ جن اہم شخصیتوں کو اس عرصہ میں تبلیغ کی گئی۔ ان میں سے قابل ذکر لائبیریا کے وزیر دفاع ہیں۔ جن سے ایک گھنٹہ تک ملاقات ہی ملاقات میں اسلام کے مختلف پہلوؤں پر تبادلۂ خیالات کیا گیا۔ انہوں نے دوران گفتگو مجھے کہا کہ یہاں کے مسلمانوں نے تو اپنے دین کو ایک تجارت بنا رکھا ہے۔ اس پر میں نے کہا کہ اسی لئے تو خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں اپنے ایک خاص مرسل مسیح زمان کو بھیجا ہے۔ اور اس کے ذریعہ سے ایک ایسی جماعت کی بنیاد رکھی ہے۔ جو اسلام کی صحیح خدمت اکناف عالم میں کر رہی ہے۔ اس موقعہ پر انہوں نے انگریزی ترجمہ قرآن مجید محمد ان دی بائیبل Where did Jesus die اور کئی ایک پمفلٹ خرید ے۔ اور کہا کہ وہ ان کو پڑھے بغیر کوئی اعتراض کرنا نہیں چاہتے۔ چند روز کے بعد وزیر دفاع نے اپنے ایک خاص آدمی کے ہاتھ ان کتب کی قیمت بھجوا دی اور خط لکھا کہ اگر تبلیغ کرنے میں آپ کو کسی قسم کی کوئی دقت یا تکلیف ہو تو بلا تامل آپ میرے پاس آسکتے ہیں۔ دوسری اہم شخصیت اس ملک کے ایوان نمائندگان کے سپیکر آنریبل ہنری ہیں۔ جن کے گھر جا کر بندہ نے دو دفعہ ملاقات کی اور تبلیغ کی اور لٹریچر دیا۔ انہوں نے بھی انگریزی ترجمۃ القرآن اور محمد ان دی بائیبل خریدے۔ دوسری دفعہ ملاقات کے موقعہ پر ان کے ہاں سپریم کورٹ کے ایک جج اور ایوان نمائندگان کے ایک ممبر سے بھی انہوں نے میرا تعارف کرایا۔ تیسری اہم شخصیت منرو دیا کا چیف کمشنر ہے۔ جس نے اپنے گھر میں مجھے پونہ گھنٹہ کے قریب وقت دیا۔ اور سلسلہ کے لٹریچر کو نہایت دلچسپی سے دیکھا۔ اس نے بھی محمد ان دی بائیبل اور Where did Jesus die دو کتب خریدیں اور ترجمہ قرآن مجید خریدنے کا وعدہ کیا

یونیسکو کے نئے ڈائرکٹر سے بھی کئی دفعہ اس کے دفتر میں ملاقات کی۔ اور اسے حضور پرنور کی نئی انگریزی تصنیف اشتراکیت اور جمہوریت پڑھنے کو دی۔ یہ یہودی مذہب رکھتا ہے۔ اسی طرح ایک لبنانی رئیس سے بھی مل کر زبانی تبلیغ کی نیز عربی لٹریچر دیا۔ ایک اور قابل ذکر شخصیت یہاں کا مشہور عرب رئیس ہے۔ جس نے مسلمانوں میں میرے پہلے پبلک لیکچر میں وفات مسیح کے متعلق خاص طور پر اعتراض کیا۔ بندہ نے اس سے دو تین دفعہ ملاقات کی۔ اور اسے عربی کتاب "حیات المسیح و وفاتہ" پڑھنے کو دی۔ اس کو پڑھنے کے بعد اس نے اپنے ہاتھوں سے یہ الفاظ لکھ کر اسے واپس کیا یعنی هذا برهانا قاطعًا لیکن اس کے باوجود احمدیت قبول کرنے کی جرأت نہیں ہے۔ در اصل یہ قرآنی صداقتوں پر ایک اور شہادت ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وجحدوا بها واستيقنتها انفسهم ظلمًا وعلوًا

پبلک لیکچر۔ اس عرصہ میں یہاں کی ایک ممتاز مجلس "افریکن جیکل سوسائٹی" میں ایک پبلک لیکچر تعلیم یافتہ طبقہ میں دینے کا موقعہ ملا۔ اس کی صدارت ڈاکٹر ڈی وشین نے کی۔ اور یہ لیکچر یہاں کے سب سے بڑے "ٹاؤن ہال" میں دیا گیا۔ پونہ گھنٹہ کے قریب لیکچر ہوا۔ اور بعد ازاں پونہ گھنٹہ کے قریب مختلف سوالوں کے جواب دیئے گئے۔ جماعت کے نظریہ کو بہت پسند کیا گیا۔ اور اس کے متعلق کئی سوال کئے گئے۔ بندہ نے اس موقعہ پر اپنے لٹریچر کی نمائش بھی کی۔ اور لیکچر کے بعد قریبًا ۲۲ روپے کا لٹریچر بھی فروخت ہوا۔ دوسرے روز بھی بعض تعلیم یافتہ لوگ گھر پر ملنے آئے۔ اور مزید لٹریچر خریدا۔ اس لیکچر کا ذکر یہاں کے روزانہ اخبار نے نمایاں جگہ پر جلی حروف میں کیا

دوسرا لیکچر دائی ٹاؤن کے چیف کے مکان پر ہوا۔ جس میں اپنے ٹاؤن کی چیدہ چیدہ شخصیتوں کو جمع کیا۔ اس لیکچر کو پورے انہماک سے سنا گیا۔ اور بعد ازاں اس ٹاؤن کے امام نے بھی عمدہ خیالات کا اظہار کیا۔ اس ملک میں بفضلہ تعالیٰ وائی قبیلہ کے لوگ احمدیت میں بہت دلچسپی لے رہے ہیں۔ احباب کرام ان کی ہدایت کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔ اس سلسلہ میں بندہ نے سیکرٹری آف سٹیٹ کے ایڈ وائزر کونسلر سے مل کر درخواست کی۔ کہ وہ یہاں کی بار ایسوسی ایشن میں میرے ایک لیکچر کا انتظام کرا دے۔ چنانچہ اس نے بار ایسوسی ایشن کے پریذیڈنٹ سے مل کر اس بارہ میں گفتگو کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ احباب اس بارہ میں کامیابی کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔

تبلیغی دورے ان دنوں ملک کے متعدد دورے کئے گئے۔ یہ امر قابل مسرت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے منرو دیا سے باہر بھی دو جگہوں پر پانچ احباب نے بیعت کر لی ہے۔ پہلی جگہ امینہ ہے۔ جہاں کا پیرا ماؤنٹ چیف کافی متاثر ہوا ہے۔ اور اس کے بیٹے نے بیعت کر لی ہے۔ اور اس نے خود بھی بیعت کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ دوسری جگہ بوی پل ہے۔ یہاں کچے زرد کی کان ہے۔ اور بڑا مشہور شہر ہے۔ یہاں دو تعلیم یافتہ احباب نے بیعت کی ہے۔ اور اب یہاں باقاعدہ Truth اخبار ان احباب کی معرفت تقسیم کیا جاتا ہے۔ ان دوروں میں بندہ نے ۳۰۰ میل کے قریب بذریعہ لاری سفر کیا۔

بہائیت: سارے مغربی افریقہ میں صرف لائبیریا ہی بہائیت کا ایک مضبوط مرکز ہے اور بندہ نے ان میں تبلیغ کا کوئی موقعہ ضائع نہیں ہونے دیا۔ اس عرصہ میں ایک امریکن بہائی اپنی اہلیہ کے ہمراہ ملنے آیا۔ دونوں میں بڑا تبلیغی جوش تھا۔ ایک دفعہ مجھے کہنے لگا۔ کہ بہاء اللہ کے آنے سے خدا تعالیٰ کی شان ظاہر ہوئی ہے۔ اور تو بہاء اللہ کے معنے ہی ہیں Glory of God یعنی خدا کی شوکت۔ میں نے اسے کہا۔ کہ اگر خدا تعالیٰ قادر مطلق ہونے کی بجائے ضعف مطلق ہے تو پھر تو خدا کی شان واقعی بہت ظاہر ہوئی ہے۔ کیونکہ بہاء اللہ ساری عمر قید ہی رہے اور قید میں ہی مرے۔ اس پر اس نے بائیبل سے ایک حوالہ پیش کیا کہ بہاء اللہ نے ساری عمر قید ہی رہنا تھا۔ بندہ نے جب اس کا سیاق و سباق دیکھا تو وہ حضرت یوسف علیہ السلام کا ذکر تھا۔ اور آگے لکھا تھا کہ وہ قید سے نکل کر بادشاہی کرے گا۔ بندہ نے جب اسے یہ بتایا تو پھر خاموشی اختیار کر لی۔ بعد ازاں اس کی بیوی نے بندہ کو بہاء اللہ کے دعوے نبوت پر تبادلۂ خیالات کی دعوت دی۔ اور اس کے لئے ایک روز عشاء کے بعد وقت مقرر کیا گیا۔ بندہ حسب وعدہ ان کے مکان پر پہنچا اور مدعی نبوت کی صداقت کے جو معیار پیش کئے۔ اور ان سے مطالبہ کیا کہ وہ ان میں سے کسی ایک معیار کے مطابق بہاء اللہ کو نبی ثابت کر کے دکھائے۔ میں نے خصوصیت سے اس امر پر زور دیا کہ تم کوئی ایک نبی ایسا بتاؤ جس نے خود کے ڈر سے اپنے ملک میں تو دعوے نبوت نہ کیا ہو۔ لیکن دوسرے ملک میں جا کر کیا ہو۔ لیکن دوسرے ملک میں جا کر کہا ہو کہ مجھے خدا نے نبی بنایا ہے جب بندہ نے ان کی مزعومہ شریعت "الاقدس" سے کچھ حوالے دیئے تو وہ سٹپٹا اٹھی اور متحیرہ ہو گیا اور کہنے لگی کہ یہ کتاب صحیح نہیں ہے۔ میں نے اسے کہا کہ تمہارے بمبئی کے بہائی پریذیڈنٹ کی مصدقہ ہے۔ اور اگر بالفرض محال درست نہیں ہے۔ تو تم وہ درست کتاب لے آؤ۔ کہنے لگی کہ ابھی اس کتاب کی اشاعت کا وقت نہیں آیا ہے اور نہ کوئی اجازت ہے۔ میں نے اسے کہا کہ تم God passes by جیسی ضخیم کتابیں شائع کرتے ہو۔ اور قریبًا سو سال کے عرصہ میں صرف دو صفحے کی کتاب شائع نہیں کر سکتے۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ بہائی لوگ در اصل تو بہاء اللہ کو خدا ہی سمجھتے ہیں۔ لیکن عام لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے بالعموم اس کی نبوت کا ذکر ہی کرتے ہیں۔ چنانچہ میرے اس کتاب کے ذکر پر کہنے لگی کہ یہ کتاب تو بہت مشکل ہے۔ حتیٰ کہ خود میں کیا اسے ابھی تک سمجھ نہیں سکتی۔ بالآخر جب ان دونوں میاں بیوی کو کچھ اور جواب بن نہ پڑا تو کہنے لگی۔ کہ میں اب ۱۶ برس سے بہائیت کو تجربہ سے [illegible] نہیں چھوڑ سکتی۔ بندہ نے جب [illegible]

کنواس مباحثہ کی رپورٹ بھیجی تو حضور نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں اس عورت کو یہ کہوں کہ اگر تم صرف ونیس سال کے بعد بہائیت نہیں چھوڑ سکتی ہو تو ہم ۱۳½ سو سال کے بعد اسلام کو کس طرح چھوڑ سکتے ہیں۔ چنانچہ بندہ نے اسے حضور پر نور کا ارشاد یہاں کی انچارج بہائی عورت کی موجودگی میں پہنچا دیا ہے۔ ایک اور بہائی سے جو مزدریا شہر کی بہائی ایڈمنسٹریٹو اسمبلی کا ممتاز رکن ہے۔ ایک بار منز خاکسار نے ملاقات کی اور اس کے سامنے تین چیزیں پیش کیں (۱) بہائیت میں جو اچھی تعلیم ہے۔ وہ بہاء اللہ نے اسلام سے چرا کر اس پر بہائیت کا لیبل جوڑ کر امریکہ اور یورپ میں پیش کر دیا۔ وہاں کے عام لوگوں کو جو متعصب پادریوں کے زہریلے اور خلاف اسلام پراپیگنڈا کے اسلام کی اعلیٰ تعلیم کا رتی بھر بھی علم نہ تھا۔ لیکن اسلام کی تعلیم چونکہ فی ذاتہٖ فطرتی اور دلکش ہے۔ اسلئے جب اسے بہائیت کے روپ میں پیش کیا گیا تو انہوں نے اسے [illegible] سمجھ کر قبول کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ اس وجہ سے اس کی قبولیت مغرب میں بہ نسبت مشرق کے زیادہ ہے۔

(۲) میں نے کہا کہ بہاء اللہ نے قیامت کبریٰ کے متعلق جو نظریہ پیش کیا ہے۔ وہ بالکل دہریانہ ہے۔ چنانچہ دہریہ خیال کے لوگ ہی اس میں زیادہ داخل ہو رہے ہیں۔ اور اس نظریہ کا دوسرا نہایت ہی خطرناک پہلو یہ ہے کہ اگر بہاء اللہ کو سچا مان لیا جائے۔ تو نعوذ باللہ تمام نبیوں کو جھوٹا ماننا پڑتا ہے۔ کیونکہ تمام انبیاء نے بالاتفاق حشر اجساد کو صحیح مانا ہے۔ اور اس پر زور دیا ہے۔ پس تمہارا تمام نبیوں کو سچا ماننے کا دعویٰ باطل ہے (۳) تیسرا نکتہ میں نے یہ پیش کیا کہ بہائی لوگ اپنی تعلیم کو چھپاتے ہیں۔ چنانچہ آپ لوگوں کا ایک اصول یہ ہے:۔

استر ذهبك و ذهابك و مذهبك۔ یہ اصول اس سے قبل بندہ یہاں کی بہائی انچارج عورت کو بھی بتا چکا تھا اور اس نے اس وقت اس سے قطعی لاعلمی کا اظہار کیا تھا۔ لیکن بعد ازاں میری موجودگی میں اس سے قطعی لاعلمی کا اظہار کیا تھا۔ لیکن بعد ازاں میری موجودگی میں اس عورت کے پاس ایک رسالہ امریکہ سے آیا۔ تو میرے اسے دیکھنے کے مطالبہ پر اس بہائی عورت نے مجھے صاف کہا کہ یہ صرف بہائیوں کے لئے ہے اور بالکل نہ دکھایا۔ ان تینوں باتوں کا جواب مذکورہ بالا بہائی سے بالکل بن نہ پڑا اور خاموش ہو گیا۔

لٹریچر۔ سلسلہ کا لٹریچر بفضلہ تعالیٰ فروخت ہوتا رہا۔ اس عرصہ میں بندہ نے یہاں کی مشہور اور اپنی قسم کی اکیلی بک شاپ میں کمیشن پر اپنا لٹریچر فروخت کرنے کے لئے دکھا دیا ہے۔ اگرچہ اس طرح آمد تو بظاہر کچھ زیادہ نہیں ہے۔ لیکن چونکہ یہ بک شاپ مرجع خاص و عام ہے۔ اس لئے تبلیغی نقطۂ نظر سے نہایت عمدہ موقع ہے۔ اور اس کا معقول فائدہ ہے۔ اس عرصہ میں میری تحریک پر یہاں کی یونیورسٹی نے اپنی لائبریری کے لئے ترجمہ قرآن مجید انگریزی احمدیت یعنی حقیقی اسلام انگریزی۔ اسلامی اصول کی فلاسفی انگریزی اور لائف آف محمد کا آرڈر دینا منظور کر لیا۔ اسی طرح یو ایس انفارمیشن کے انچارج نے مزدریا سنٹر کی لائبریری کے لئے بھی اپنی قسم کی ایک ہی پبلک لائبریری ہے۔ مندرجہ بالا چاروں کتب کا آرڈر دینا منظور کر لیا ہے۔ اور امریکہ سے ان کی منظوری آ گئی ہے صرف انہوں نے بار سے ترجمہ قرآن کی بجائے [illegible] کا ترجمہ قرآن بھیجنا زیادہ مناسب خیال کیا ہے۔ جس پر خاکسار نے ترجمہ قرآن مجید کا انگریزی دیباچہ اور دی نیو ورلڈ آرڈر آف اسلام مشن کی طرف سے لائبریری کو پیش کر دیا ہے۔

جرمن لوگوں میں تبلیغ اس ملک میں عربوں کے بعد سب سے زیادہ غیر ملکی جرمن لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان میں حلقۂ تعارف دن بدن وسیع ہو رہا ہے۔ متعدد جرمن ڈاکٹروں اور تاجروں سے انفرادی ملاقات کی گئی اور ان کو جرمن مشن سے آمدہ لٹریچر پڑھنے کو دیا گیا جو برادرم مکرم چوہدری عبد اللطیف صاحب نے بھجوایا تھا۔ سوئٹزرلینڈ سے رسالہ اسلام برادر شیخ ناصر احمد صاحب باقاعدہ بھجواتے ہیں۔ اور میں انہیں جرمن سفیر اور چار جرمن ڈاکٹروں کو پہنچا دیتا ہوں۔ جرمن لوگوں کی اکثریت بڑی شریف اور با اخلاق ہے۔ اور یہ لٹریچر کو نہایت خندہ پیشانی سے قبول کرتے ہیں۔

یونیورسٹی میں عربی زبان کی تعلیم کا انتظام یونیورسٹی کے کافی طلباء نے اپنے نام عربک کلاس کے لئے دے دیئے تھے۔ لیکن یونیورسٹی کے Dean نے غلطی سے یہ تصور کر لیا کہ شاید میں اندرون ملک میں چلا گیا ہوں اور مجھے بروقت اطلاع نہ دی اور چونکہ یونیورسٹی شہر سے کافی دور ہے۔ اس لئے میں بھی جلدی وہاں نہ جا سکا۔ اور اس کے پیغام کا انتظار کرتا رہا۔ اس وجہ سے یہ کلاس اس سال جاری نہ ہو سکی اور امید ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ اگلے سال اس کا اجرا ہو سکے گا۔ بہر حال اس امر کا نہایت ہی مفید نتیجہ نکلا ہے۔ اور کئی لوگوں کے دل میں عربی پڑھنے کا شوق پیدا ہو گیا ہے۔ ان میں سے خاص طور پر قابل ذکر یو۔ ایس۔ انفارمیشن سنٹر کا امریکن انچارج۔ ایک امریکن عورت۔ ایک امریکن رئیس کا امریکی ملازم یہاں کا مشہور شاعر و فلاسفر سٹر ڈیمپٹر۔ یہاں کا کمانڈنگ آفیسر کرنل احمد ورسر لیف اور پریذیڈنٹ آف لائبیریا کا پرائیویٹ سیکرٹری ہیں۔ ان کے علاوہ بھی کئی لوگوں نے انفرادی طور پر مگر عربی پڑھنے کا شوق ظاہر کیا ہے اور امید ہے کہ یونیورسٹی کی عربی کلاس کے علاوہ بھی پرائیویٹ کلاس شہر کے اندر جاری ہو سکے گی۔ ان شاء اللہ العزیز۔

پریس - اگرچہ عیسائی مشنوں کے مقابل پر ہمارا یہاں کا مشن بظاہر بالکل بے حیثیت ہے۔ تاہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں کے پریس میں عموماً ہمارا ذکر ہوتا رہتا ہے۔ چنانچہ اس عرصہ میں بندہ نے دو مضمون لکھ کر پریس کو دیئے اور ہر دو اخباروں نے انہیں شائع کر دیا اس کے علاوہ بھی بعض اور ذرائع سے مشن کا ذکر پبلک میں ہوتا رہا۔ اور میرے بعض خطوط بھی شائع ہوئے۔

تقریبات میں شرکت لائبیریا کے یوم آزادی پر حکومت کی طرف سے خاکسار کو شرکت کی دعوت آئی۔ چنانچہ اس میں بندہ نے بھی شرکت کی۔

زائرین۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مشن میں زائرین کی آمد کثرت سے جاری ہے۔ دور و نزدیک سے لوگ عموماً آتے رہتے ہیں۔ اور ان کو انفرادی تبلیغ کی جاتی ہے۔ لٹریچر فروخت کیا جاتا اور پمفلٹ اور اخبار Truth پڑھنے کو دیا جاتا ہے۔ مزدریا کے کئی ایک شامی احباب بھی عموماً آتے رہتے ہیں۔ اور ان میں حلقۂ تعارف دن بدن وسیع ہوتا جا رہا ہے۔ زائرین میں سے خاص طور پر قابل ذکر مزدریا کا سابق چیف کمشنر آف پولیس۔ موریتانیہ کا ایک عرب رئیس۔ مشرقی افریقہ کا ایک مدنی تاجر لدھیانہ کے ایک سکھ صاحب ہانگ کانگ کا ایک ہندو تاجر۔ ٹرینیڈاڈ کا ایک تاجر۔ تین مراکشی عرب تاجر۔ فری ٹاؤن کا ایک شامی تاجر۔ اور ایک امریکن جہاز کا مسافروں کا منتظم ہیں ان کے علاوہ بھی کئی لوگ آتے رہے۔

ایوننگ کلاس بفضلہ تعالیٰ جاری رہی۔

بالآخر تمام بزرگان جماعت سے دردمندانہ درخواست ہے کہ وہ اس مشن کی جلد اور نمایاں کامیابی کے لئے اسے اپنی خاص دعاؤں میں ضرور یاد رکھیں۔

ہم ووٹ کیوں دیں؟

بقیہ صفحہ نمبر ۱

نہیں کر سکتا کہ آپ نے کس کو ووٹ دیا ہے کسی کو بھی اجازت نہ دیں کہ وہ آپ کو اپنی آزادانہ مرضی اور رائے کے خلاف کسی کے حق میں ووٹ ڈالنے پر مجبور کر سکے

ودھان سبھا کیلئے ووٹ ڈال چکنے کے بعد

ووٹ جلدی سے ڈال کر کمرے سے باہر آ جائیں کیونکہ دوسرے ووٹ ڈالنے کیلئے منتظر کھڑے ہوتے ہیں

متعلقہ چپڑاسی سے اپنی شناختی سلپ حاصل کر کے لوک سبھا کے انتخابات کیلئے ووٹ ڈالنے کیواسطے پولنگ سٹیشن کے دوسرے سیکشن میں جائیں

لوک سبھا کیلئے ووٹ ڈالنا

دوسرے سیکشن کے آفیسر کو اپنی شناختی سلپ دیدیں۔ وہ آپکی شناخت کی تصدیق کریگا اور آپ کا بیلٹ پیپر یا آپ کے بیلٹ پیپر آپکو دیدیگا یہاں آپکو اپنی شناختی سلپ واپس نہیں ملیگی اور نہ ہی آپ کی انگلی پر دوبارہ نشان لگایا جائیگا۔ باقی ہر لحاظ سے آپ ووٹ اسی طریقہ سے ڈالینگے جیسے کہ آپنے ودھان سبھا کیلئے ڈالا ہوگا۔

احتیاط کیجئے

(۱) پولنگ سٹیشن پر آنے یا وہاں سے واپس جانیکے لئے کسی امیدوار سے یا اسکے ایجنٹ سے کوئی مفت سواری تبدیل نہ کریں کیوں نہ پیدل چلا جائے؟ (۲) کسی دوسرے شخص کے نام پر خواہ وہ مر چکا ہو زندہ ہو یا فرضی ہو ووٹ نہ ڈالیں (۳) کسی سے بھی ووٹ ڈالنے کیلئے کوئی رقم قبول نہ کریں (۴) بیلٹ پیپر کو پولنگ سٹیشن سے باہر نہ لے جائے (۵) پولنگ سٹیشن پر کسی قسم کی گڑبڑ یا بدنظمی کے مرتکب نہ ہوں (۶) پریذائڈنگ آفیسر کے قانونی احکام کی خلاف ورزی نہ کریں مندرجہ بالا امور میں سے ہر ایک قابل سزا جرم ہے۔ (۷) الغرض کسی شخص کی درخواست ، ترغیب ، مشورہ ، خواہش

ہز ایکسیلنسی گورنر بمبئی سے مبلغ بمبئی کی ایک ملاقات

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

ہز ایکسیلنسی گورنر بمبئی سے تعارف

مولوی سمیع اللہ صاحب مبلغ انچارج دار التبلیغ بمبئی نے ہز ایکسیلنسی گورنر بمبئی سے ملاقات کی درخواست کی تھی۔ اجازت ملنے پر مولوی صاحب ۱۶ر جنوری کو ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلسلہ کا لٹریچر جو تیرہ عدد مختلف کتابوں اور کتابچوں پر مشتمل تھا پیش کیا۔ جسے ہز ایکسیلنسی نے خوشی سے قبول فرمایا۔ اور مولوی صاحب کی درخواست پر آئندہ ہمارے کسی جلسہ کی صدارت کا بھی حسب فرصت وعدہ کیا۔ قریباً آدھ گھنٹہ کی ملاقات میں ہمارے مبلغ نے جو عمدہ تاثر لیا ہے وہ مولوی صاحب کے اپنے الفاظ میں درج ذیل کیا جاتا ہے:۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

میری درخواست پر ہز ایکسیلنسی سری پرکاش گورنر بمبئی نے ۱۶ر جنوری ۱۹۵۷ء کو مجھے راج بھون میں شرف باریابی بخشا۔ میرے ہمراہ برادرم نور حسین اور حبیب اللہ بھی تھے۔ اس ملاقات کی حلاوت کن الفاظ میں بیان کروں۔ آپ کی محبت و شفقت کو دیکھ کر عہد عتیق کے وہ حکمران یاد آ گئے۔ جو پریم و دیا کے دیوتا کہلاتے تھے آپ کی خوش خلقی، سادہ مزاجی اور شیریں کلامی نے

نہد شاخ پر میوہ سر بر زمیں

کی جیتی جاگتی تصویر پیش کر دی۔

میں اپنے ساتھ سلسلہ کی چند کتابیں لے گیا تھا ہز ایکسیلنسی کی خدمت میں ایک ایک کتاب پیش کرتا گیا۔ اور اس کا خلاصہ زبانی کہتا گیا۔ آپ نہایت شفقت سے وہ کتابیں لیتے گئے۔ اور بڑی توجہ سے ہر کتاب کا خلاصہ سنتے گئے۔

میں جب ان کتابوں کی پیش کش سے فارغ ہوا۔ تو ایسا محسوس کیا کہ ہز ایکسیلنسی سے تمام ضروری موضوعوں پر گفتگو کر کے فارغ ہو گیا۔ مگر آپ نے اب دوسرے عنوانوں پر اظہار خیال کا موقعہ دیا۔

ہز ایکسیلنسی (رسالہ تحریک جدید کے بیرونی مشن کو دیکھتے ہوئے) میں نے سنا ہے کہ افریقہ میں اسلام بڑی سرعت سے پھیل رہا ہے۔

سمیع اللہ۔ یہ خدا کی مہربانی ہے۔ ہماری حقیر مگر بے غرض کوشش بارآور ہو رہی ہے۔

ہز ایکسیلنسی۔ ان ممالک میں آپ کیسے تبلیغ کرتے ہیں؟

سمیع اللہ۔ ان علاقوں میں خالص تبلیغی جد و جہد کے علاوہ ہم ان کی خدمات کے لئے اپنے کالج، سکول اور پریس بھی رکھتے ہیں رنگ و نسل کا فرق مٹا کر بالکل بھائیوں جیسا سلوک کرتے ہیں۔ وہ لوگ جماعتی ان کوششوں کو بڑی ہی قدر کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ اور اکثر علاقوں میں عیسائی مبلغوں اور عیسائیت پر ہمارے مبلغوں اور اسلام کو ترجیح دیتے ہیں ابھی دسمبر میں بھی مغربی افریقہ کے ایک چیف کے لڑکے بمبئی سے گزرے ہیں وہ اسلامی تعلیم حاصل کرنے ربوہ جا رہے تھے۔ اسی طرح جرمنی، امریکہ اور انڈونیشیا وغیرہ سے طلباء آ کر احمدیت کی تعلیم پاتے ہیں۔ اور پھر اپنے ملک میں جا کر احمدیہ نقطۂ نظر سے تبلیغ اسلام کرتے ہیں۔ جس کی برکت سے دن بدن ان ممالک کا روحانی تعلق بھارت سے گہرا ہوتا جاتا ہے۔ اور وہ بھارت کی زیارت کرنے کے لئے بے تاب رہتے ہیں۔

ہز ایکسیلنسی۔ ان کا تعلق تو ربوہ سے ہونا چاہیئے۔

سمیع اللہ۔ عالی جاہ! ہمارا اصلی روحانی مرکز قادیان ہے۔ جو بھارت کا ایک حصہ ہے۔ یہی حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام بانی جماعت احمدیہ کا مولد و مدفن ہے۔ یہیں احمدیوں کے مقامات مقدسہ ہیں۔ اور اسی جگہ سے ساری دنیا نے احمدیت کا فیض پایا ہے۔ اس لئے ساری دنیا کے احمدیوں کا پہلا اور دائمی روحانی مرکز قادیان ہے جب کوئی شخص احمدی ہوتا ہے۔ تو خود بخود بھارت سے اس کا ایک گہرا تعلق قائم ہو جاتا ہے۔

ہز ایکسیلنسی۔ کیا احمدی ہونے کے لئے پرانا مذہب چھوڑنا پڑتا ہے۔

سمیع اللہ۔ آپ کا یہ سوال بہت اہم ہے۔ اس وقت اس سوال پر مذہب سے زیادہ امن عامہ اور سیاسی نقطۂ نظر سے غور کیا جاتا ہے۔ مگر عالی جاہ! احمدیت جو پیغام لائی ہے۔ اس کے قبول کرنے سے پرانا مذہب چھوٹتا ہے۔ نہ امن عالم میں خلل واقع ہوتا ہے اور نہ کسی ملک کو سیاسی نقصان پہنچتا ہے

احمدیت کی بنیادی تعلیم یہ ہے کہ سارے مذاہب کی اصل ایک ہے۔ وید گیتا۔ ژند اوستھا و ساتیر بائیبل انجیل وغیرہ سب خدا کی کتابیں ہیں۔ اور ان سلسلوں کے تمام اوتار۔ رشی منی اور نبی و پیغمبر خدا کے چہیتے بندے ہیں۔ لہذا احمدیت یہ تو کسی سے کہہ ہی نہیں سکتی کہ وہ اپنی مذہبی کتابوں اور دینی پیشواؤں کو چھوڑ کر احمدیت میں آ جائے۔ بلکہ احمدیت کی پہلی شرط یہ ہوتی ہے کہ ہر شخص پہلے اپنے مذہب کو پوری عزیمت قلب سے مانے پھر احمدی ہو۔ اس لئے ہمارا یہ خیال یہ ہے کہ احمدی ہونے کے بعد کوئی چیز ہاتھ سے جاتی نہیں۔ بلکہ نئی چیزیں حاصل ہو جاتی ہیں۔ ہم جب اپنے ہندو بھائیوں کو تبلیغ احمدیت کریں گے تو یہی کہیں گے کہ آپ شری کرشن چندر جی اور رام چندر جی کے ساتھ حضرت محمد مصطفےٰ (صلے اللہ علیہ وسلم) اور حضرت مرزا غلام احمد (علیہ السلام) کو بھی مان لیں۔ اور وید و گیتا کے ساتھ قرآن کریم پر بھی ایمان لے آئیں۔ یہی بات ہم عیسائیوں۔ یہودیوں بودھوں اور پارسیوں وغیرہ سے بھی کہتے ہیں گے۔ اس لئے درست یہ ہے کہ احمدیوں کا رشتہ کسی مذہب سے ٹوٹتا نہیں۔ بلکہ ان کے مذہبی تعلقات بین الاقوامی ہو جاتے ہیں۔

اسی طرح احمدیت کی بنیادی تعلیموں میں حکومت وقت کی اطاعت۔ ملک کی خدمت اور برائے امن جد و جہد بھی ہے۔ اس لئے کوئی احمدی نہ امن عالم کے لئے خطرہ ثابت ہو سکتا ہے۔ اور نہ احمدیت سے کسی کو سیاسی و ملکی نقصان ہو سکتا ہے۔ اور یہ اسی پر امن تعلیم کا ثمرہ ہے کہ دنیا کے اکثر ممالک میں احمدیوں کا جماعتی وجود موجود ہے۔ مگر آج تک کسی گورنمنٹ نے ان کو امن عالم یا سیاست ملکی میں مخل نہ پایا۔

عالی جاہ! میں نے ابھی جو ایک کتاب "پیغام صلح" پیش کی۔ وہ خود حضرت مرزا غلام احمد (علیہ السلام) کی آخری تصنیف ہے۔ اور اس میں یہی باتیں بڑی وضاحت سے بیان کی گئی ہیں۔

میری اس تشریح سے ہز ایکسیلنسی کے چہرہ پر خوشی کے آثار نظر آنے لگے

ہز ایکسیلنسی۔ میرے والد مرحوم بھگوان داس نے بھی اسی موضوع پر ایک کتاب لکھی تھی۔ سمیع یہ بہت اچھی تعلیم ہے۔ کاش لوگ اس کو قبول کر لیں۔

سمیع اللہ۔ عالیجاہ۔ بھارت اوتاروں۔ رشیوں اور منیوں کا دیش ہے۔ ان کی دعائیں ہمارے ساتھ ہیں۔ انشاء اللہ یہ تعلیم ضرور قبول ہوگی۔ اور احمدیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ خدا نے اس زمانہ کا گرو بھی بھارت میں ہی پیدا کیا۔ اس لئے بھارت ترقی کرے گا۔ جس کی پرانے زمانے میں مثال نہیں تھی۔ ہم سب بھارت کی ترقی کے لئے دعا گو ہیں۔

لگ بھگ آدھ گھنٹہ اسی قسم کی بات چیت انتہائی خوشگوار فضا میں ہوتی رہی۔ ٹھیک ستائیس منٹ کے بعد میں معذرت پیش کرتا ہوا اٹھ گیا۔ آپ نے بڑی ہی شفقت و محبت سے ہم سب لوگوں کو رخصت کیا۔ اس ملاقات کی لذت بہت دنوں تک محسوس ہوتی رہے گی۔ سمندر کی موجیں راج بھون سے ٹکراتی رہیں گی اور ہم اس کی یاد سے اپنا دل بہلاتے رہیں گے۔

جنوبی ہند کے تبلیغی دورہ کے متعلق اطلاعات

قادیان ۲۳ر جنوری۔ جناب ناظر دعوۃ و تبلیغ کے تبلیغی دورہ کے بارہ میں جو اب تک اطلاعات موصول ہوئی ہیں وہ حسب ذیل ہیں:۔

دہلی میں ورود مکرم مولوی بشیر احمد صاحب مبلغ دہلی نے ۱۹ر جنوری کو مرکز سے حسب ذیل اطلاع دی ہے:۔

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ نے جنوبی ہند کے دورہ پر جاتے ہوئے مورخہ ۱۸ کو بذریعہ فرنٹیئر میل دہلی پہنچے سٹیشن پر احباب جماعت نے آپ کا استقبال کیا اور گاڑی روانہ ہونے تک آپ مختلف امور پر احباب سے بات چیت کرتے رہے۔ احباب جماعت احمدیہ دہلی نے اس امر کی خواہش ظاہر کی کہ واپسی پر کم سے کم دو دن کیلئے دہلی میں قیام فرمائیں تا کہ ہم بھی کچھ استفادہ کر سکیں۔

صاحبزادہ صاحب نے حسب حالات وقت بکا لینے کا وعدہ فرمایا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ یہاں اگر مدراس سے قبل جلسہ کی صورت نکالی جائے تو مناسب رہے گا پھر اسی ٹرین سے آپ یادگیر جانے کے لئے عازم بمبئی ہو گئے اور خاکسار بھی اسی ٹرین سے آپ کے ہمراہ دورہ کیلئے روانہ ہوا۔

بمبئی میں ورود مورخہ ۱۹ کو آپ بمبئی پہنچے اور احباب جماعت بمبئی نے اسٹیشن پر استقبال کیا۔ اور دن بھر آپ نے ... میں قیام فرمایا احباب جماعت کے علاوہ

انتخاب خلافت کے مبیّنہ طریق پر لوکل انجمن احمدیہ قادیان کا شرح صدر

قادیان ۱۸ر جنوری ۱۹۵۷ء۔ بعد نماز جمعۃ المبارک مسجد اقصےٰ میں درویشان قادیان کا ایک ہنگامی اجلاس ہوا۔ جس میں مکرم محترم مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل ناظر اعلےٰ وامیر مقامی نے سیدنا حضرت اقدس امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی گزشتہ جلسہ سالانہ ربوہ کے موقعہ پر بیان فرمودہ طریق انتخاب خلیفہ پر روشنی ڈالی۔ آپ نے اخبار الفضل سے حضور کا ارشاد مبارک پڑھ کر سنایا۔ اور تفصیل کے ساتھ وضاحت فرمائی۔ کہ یہ طریق انتخاب ہی درست ہے۔ آپ نے حدیث شریف علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین کی روشنی میں بیان کیا کہ خلفاء راشدین کی سنت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ مثلاً نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر رضٰ خلیفہ مقرر ہوئے۔ حضرت ابوبکر رضٰ نے اپنے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو خلیفہ نامزد فرمایا۔ حضرت عمر رضٰ نے اپنے بعد خلیفہ کے انتخاب کے لئے ایک سب کمیٹی مقرر کردی۔ چنانچہ حضور نے جو آئندہ خلیفہ کے انتخاب کے لئے مجلس مقرر فرمائی ہے۔ اس کی خلفاء راشدین کے طریق انتخاب سے بھی تائید ہوتی ہے۔ اور یہ طریق انتخاب ہی جیسا کہ حضور نے فرمایا ہے۔ خدا تعالےٰ کے نزدیک مقبول اور جملہ جماعت ہائے احمدیہ کے لئے واجب القبول ہوگا۔

اس موقعہ پر جملہ درویشان قادیان بشمولیت ممبران صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے متفقہ طور پر مندرجہ ذیل ریزولیوشن منظور کیا گیا۔ جو حضور کے ملاحظہ کے لئے ارسال خدمت ہے:-

۱۔ حضور کی خدمت میں مندرجہ ذیل عریضہ ارسال کیا جائے

بحضور اقدس سیدنا ومولانا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدکم اللہ بنصرہ العزیز واطلع شمس ہدٰکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:-

حضور نے جلسہ سالانہ کی تقریر میں خلافت حقہ اسلامیہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے انتخاب کے متعلق جو طریق مقرر فرمایا ہے۔ اس تعلق میں سب سے پہلے تو ہم خدا تعالےٰ کے حضور دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ حضور اقدس کو صحت وسلامتی سے ہمیشہ ہمارے سروں پر قائم ودائم رکھے اور حضور کی قیادت ورہنمائی میں ہی ہماری زندگی گذرے۔ آمین۔ اس کے بعد ہماری یہ عرض ہے کہ ہم ممبران جماعت قادیان اور جماعت ہائے ہندوستان دلی خلوص وعقیدت سے حضور کے اس فیصلہ کو قبول کرتے ہیں۔ اور اس کو سلسلہ اور اسلام کے لئے باعث صد برکات یقین کرتے ہیں۔

حضور سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہم درویشان قادیان اور جماعت ہائے ہندوستان کو ہمیشہ خلافت حقہ سے وابستہ رکھے اور اس کے فیوض وبرکات سے ہر آن متمتع فرماتا رہے۔ آمین۔

۲۔ اس ریزولیوشن کی نقول احمدیہ پریس کو بھجوائی جائیں۔

ہم ہیں حضور کے ادنےٰ غلامان

درویشان قادیان بذریعہ امیر مقامی وناظر اعلےٰ

خاکسار عبدالحق قادیانی
جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ قادیان
۱۹/۱/۵۷

جماعت احمدیہ۔ قادیان

اطلاع و درخواست دُعا

احباب کرام و بزرگان سلسلہ کی اطلاع اور دعا کے لئے لکھا جاتا ہے۔ کہ بہار اسمبلی کے آئندہ انتخابات کے سلسلہ میں رانچی شہر کے حلقہ سے مقامی جماعت احمدیہ کے معزز ترین وجود مکرم ومحترم جناب سید محی الدین احمد صاحب ایڈوکیٹ "امیدوار" ہو گئے ہیں بفضلہ تعالےٰ سید صاحب موصوف سارے ہندوستان صوبہ جات میں بھی ایک منفرد ممتاز احمدی ہیں جنکو مندرجہ بالا کی طرف سے اسمبلی کا امیدوار بنا کر کھڑا جا رہا ہے۔ اب احباب کرام ان کی کامیابی کے لئے دعا فرمادیں۔ خاکسار سید صمصام الدین احمد خادم سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم رانچی ۱۴/۱/۵۷

جماعت احمدیہ کلکتہ کی طرف سے قرآن کریم انگریزی کا تحفہ

جماعت احمدیہ کلکتہ کی طرف سے مندرجہ ذیل تفصیل کے ساتھ قرآن کریم انگریزی کا پیشکش کرتے ہوئے چٹھیات بھجوائی گئی ہیں۔ جن کی نقول دفتر نظارت ہذا میں موصول ہوئی ہیں۔ جماعت کلکتہ کی یہ مساعی نہایت قابل قدر ہیں کہ وہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے انسانیت کے نام اس بیش بہا تحفے کو غیر مسلم چیدہ چیدہ ہستیوں کو پیش کر رہی ہے۔ اور اس کا سب سے بڑا مقصد یہ ہے کہ یہ لوگ قرآن کریم کی اعلےٰ تعلیم سے آگاہ ہو سکیں اور ایک براہ راست علم حاصل کر سکیں۔ جیسا کہ پہلے اعلان کیا جا چکا ہے۔ جماعت کلکتہ اسی ماہ کلکتہ یونیورسٹی کی صد سالہ برسی کے موقعہ پر تشریف لانے والے دنیا بھر کی مختلف یونیورسٹیوں کے نمائندگان کو ایک حد کی تعداد میں قرآن کریم انگریزی کے نسخے بطور تحفہ دینے کا انتظام کر رہی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے جماعت کلکتہ کی ان مساعی کو بارور فرمائے اور دوسری جماعتوں کے لئے قابل تقلید بنائے۔ جو دعوت نامے جاری کئے گئے ہیں ان کی تفصیل یہ ہے:-

۱۔ جناب پنڈت جواہر لال صاحب نہرو پرائم منسٹر بھارت۔
۲۔ ڈاکٹر راجندر پرشاد صاحب پریذیڈنٹ جمہوریہ ہند
۳۔ شریمتی پدماجی نائیڈو گورنر مغربی بنگال (منجانب لجنہ اماءاللہ کلکتہ)
۴۔ جناب سیکرٹری صاحب دھرمارا جیکو دہارا بدھسٹ ٹیمپل سٹریٹ کلکتہ
۵۔ جناب پروفیسر آرنلڈ صاحب معرفت برٹش قونصل مدراس
۶۔ جناب ڈاکٹر رادھا کرشنن صاحب وائس پریذیڈنٹ جمہوریہ ہند
۷۔ جناب مہتا صاحب وائس چانسلر بڑودہ یونیورسٹی
۸۔ جناب پروفیسر ستیندر ناتھ بوس وائس چانسلر بولپور یونیورسٹی
۹۔ جناب ڈاکٹر اے ایل مدالیار وائس چانسلر مدراس یونیورسٹی

ناظر دعوت وتبلیغ قادیان

قرارداد تعزیت بر وفات حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ

محب صادق سیدنا حضرت مسیح الموعود علیہ السلام

قادیان ۱۸ر جنوری۔ بعد نماز جمعۃ المبارک مجلس خدام الاحمدیہ مسجد اقصےٰ میں ایک ہنگامی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کی طرف سے حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی وفات حسرت آیات پر متفقہ طور پر مندرجہ ذیل قرارداد تعزیت پاس کی گئی۔

۱۔ مجلس خدام الاحمدیہ قادیان حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالےٰ جو سیدنا حضرت مسیح الموعود علیہ السلام کے سابقون الاولون صحابہ میں سے تھے۔ اور حضور علیہ السلام کے "محب صادق" تھے۔ کی وفات حسرت آیات پر دلی افسوس کا اظہار کرتی ہے ان کی وفات جماعت احمدیہ کے لئے ایک بہت بڑا صدمہ ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے "محب صادق" یکے از سابقون الاولون صحابی ہونے کی وجہ سے ہمارے پیارے امام حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو حضرت مفتی صاحب رضی اللہ تعالےٰ کی وفات سے جو صدمہ پہنچا ہے۔ اس میں یہ مجلس بھی شریک ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالےٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلےٰ مقام عطا فرمادے۔ اور آپ کے پسماندگان پر اپنی بے شمار رحمتیں نازل کرتا رہے۔ آمین۔

اللہ تعالےٰ جماعت کو مرحوم کے نقش قدم پر چلنے اور فدائیت کا اعلےٰ نمونہ پیش کرنے کی توفیق عطا فرمادے۔ ثم آمین۔

خاکسار محمود احمد عارف
(قائد مجلس خدام الاحمدیہ قادیان)

پروگرام دورہ مرزا ظہیر الدین منور احمد انسپکٹر بیت المال

علاقہ جات یوپی، بہار، بنگال، اڑلیسہ ۲۵-۱-۵۷ لغایت ۱۸-۴-۵۷

جملہ عہدیداران جماعتہائے احمدیہ یوپی، بہار، بنگال اور اڑلیسہ کی اطلاعات کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مرزا ظہیر الدین منور احمد صاحب مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق از مورخہ ۲۵-۱-۵۷ لغایت ۱۸-۴-۵۷ بغرض معائنہ حسابات و وصول چندہ جات دورہ کریں گے۔ آپ حضرات سے توقع کی جاتی ہے کہ انسپکٹر صاحب موصوف کے ساتھ اس سلسلہ میں پورا تعاون کر کے ممنون فرمادیں گے۔

ناظر بیت المال قادیان

نام جماعت	تاریخ روانگی	رسید در جماعت	تاریخ رسیدگی
دہلی	۲۵-۱-۵۷	انبیٹھ	۲۵-۱-۵۷
انبیٹھ	۲۷-۱-۵۷	بجوپورہ	۲۷-۱-۵۷
بجوپورہ	۲۸-۱-۵۷	انچولی معہ میرٹھ	۲۸-۱-۵۷
انچولی	۲۹-۱-۵۷	شاہجہانپور	۳۰-۱-۵۷
شاہجہانپور	۱-۲-۵۷	بریلی	۱-۲-۵۷
بریلی	۲-۲-۵۷	سردارنگر	۲-۲-۵۷
سردارنگر	۳-۲-۵۷	امروہہ	۳-۲-۵۷
امروہہ	۵-۲-۵۷	سانڈھن	۶-۲-۵۷
سانڈھن	۸-۲-۵۷	اجمیر	۹-۲-۵۷
اجمیر	۱۰-۲-۵۷	صالح نگر	۱۲-۲-۵۷
صالح نگر	۱۶-۲-۵۷	کرہل۔ اٹاوہ	۱۷-۲-۵۷
کرہل	۱۹-۲-۵۷	جھانسی	۲۰-۲-۵۷
جھانسی	۲۰-۲-۵۷	راٹھ۔ مسکرا۔ مودہا	۲۱-۲-۵۷
مودہا	۲۳-۲-۵۷	کانپور	۲۳-۲-۵۷
کانپور	۲۵-۲-۵۷	بنارس	۲۷-۲-۵۷
بنارس	۲۷-۲-۵۷	مظفرپور	۲۸-۲-۵۷
مظفرپور	۲۹-۲-۵۷	پٹنہ	۲۹-۲-۵۷
پٹنہ	۳۰-۲-۵۷	بھاگلپور	۳-۳-۵۷
بھاگلپور	۶-۳-۵۷	خانپور ملکی	۶-۳-۵۷
خانپور ملکی	۸-۳-۵۷	مونگھیر	۸-۳-۵۷
مونگھیر	۱۰-۳-۵۷	رانچی	۱۱-۳-۵۷
رانچی	۱۲-۳-۵۷	ٹاٹا	۱۳-۳-۵۷
ٹاٹا	۱۴-۳-۵۷	موسی بنی مائینز معہ چوبھنڈار	۱۴-۳-۵۷
چوبھنڈار	۱۷-۳-۵۷	کلکتہ	۱۸-۳-۵۷
کلکتہ	۲۲-۳-۵۷	بھدرک	۲۳-۳-۵۷
بھدرک	۲۴-۳-۵۷	پوری	۲۵-۳-۵۷
پوری	۲۵-۲-۵۷	مانکاگوڈا معہ نیاگڑھ	۲۶-۳-۵۷
مانکاگوڈا	۲۷-۲-۵۷	کیرنگ معہ رنگاؤں	۲۷-۳-۵۷
کیرنگ	۳۰-۳-۵۷	کرڈاپلی	۳۰-۳-۵۷
کرڈاپلی	۱-۴-۵۷	کوٹ پلہ	۱-۴-۵۷
کوٹ پلہ	۲-۴-۵۷	پنکال	۳-۴-۵۷
پنکال	۲-۴-۵۷	پچودار	۳-۴-۵۷
پچودار	۵-۴-۵۷	کٹک ٹاؤن معہ [illegible]	۶-۴-۵۷
کٹک	۱۳-۴-۵۷	دہلی	۱۶-۴-۵۷
دہلی	۱۷-۴-۵۷	قادیان	۱۸-۴-۵۷

ناظر بیت المال قادیان

جملہ مجالس خدام الاحمدیہ کی خدمت میں

ایک ضروری گذارش

دفتر ہذا کی طرف سے ان تمام مجالس کی خدمت میں جن کے انتخاب ہو چکے ہیں باقاعدہ ماہوار رپورٹیں بھجوانے اور چندے باشرح وصول کر کے مرکز میں ارسال کرنے کے لئے لکھا جا چکا ہے۔ اور یہ امر خوشی کا موجب ہے کہ بہت سی مجالس نے اپنے اندر باقاعدگی پیدا کر لی ہے۔ ان کی رپورٹیں بھی آ رہی ہیں اور چندے بھی

جن مجالس نے ابھی تک توجہ نہیں فرمائی ان کی خدمت میں گذارش ہے کہ جلد توجہ کر کے ممنون فرمائیں۔

چندہ تحریک جدید کی وصولی اور جماعتوں کے وعدوں میں اضافہ کے لئے بھی تمام مجالس کی خدمت میں ایک تحریک بھجوائی گئی تھی۔ اس پر صرف چند مجالس نے عمل کیا ہے اور باقی مجالس نے اس کی اہمیت کو نہیں سمجھا۔ لہٰذا ایسی تمام مجالس کی خدمت میں عرض ہے کہ مہربانی فرما کر اس کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد عالی پر لبیک کہتے ہوئے مقامی جماعتوں سے تحریک جدید کے وعدے سو فیصد سے کرارسال کریں اور پھر چندے بھی سو فیصدی وصول کرنے کے لئے متواتر جدوجہد جاری رکھیں۔ وفود کی صورت میں ایک باقاعدہ پروگرام کے ماتحت ہر فرد جماعت سے وعدہ لیا جائے۔ اور گذشتہ سال سے اضافہ کے ساتھ وعدہ لیا جائے اور پھر اس وعدہ کی رقم جلد از جلد وصول کرنے کے لئے مقامی سیکرٹریان مال سے تعاون کیا جائے۔ تاکہ بیرونی ممالک میں اس چندہ کے ذریعہ اسلام کی جو بیش بہا خدمات انجام پا رہی ہیں۔ ان میں اور بھی تیزی پیدا ہو جائے۔ اور آپ لوگ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی دعاؤں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے مستحق ہوں۔

نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

منظوری انتخاب عہدیداران

مجالس خدام الاحمدیہ کرناگاپلی و شورت

مجالس خدام الاحمدیہ کرناگاپلی اور شورت نے اپریل ۱۹۵۸ء تک کے لئے مندرجہ ذیل عہدیداران منتخب کر کے فہرست ارسال کی ہے اللہ تعالیٰ ان سب کو صحیح رنگ میں خدمت دین کی توفیق بخشے۔

۱۔ کرناگاپلی

- ۱۔ قائد۔ ایم ابوبکر صاحب
- ۲۔ نائب قائد۔ ایم محی الدین کنجو صاحب
- ۳۔ معتمد و ناظم مال۔ ایم محمد محی الدین صاحب کنجو
- ۴۔ ناظم تعلیم و تربیت۔ کے ایم محی الدین صاحب کنجو
- ۵۔ مہتمم وقار عمل۔ زین الدین صاحب
- ۶۔ مہتمم اطفال سے علی کنجو صاحب

۲۔ شورت

- ۱۔ قائد محمد عبداللہ صاحب ڈار
- ۲۔ ناظم عبدالوہاب صاحب آہنگر
- ۳۔ 〃 محمد شعبان صاحب زرگر

نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

اعلان

صدر انجمن احمدیہ قادیان میں آڈیٹر کی آسامی کے لئے ایک کارکن کی ضرورت ہے۔ تنخواہ حسب قابلیت و تجربہ دیانت دی جائے گی۔ خواہش مند احباب اپنی درخواستیں معہ نقول سرٹیفکیٹس سابقہ تجربہ، عمر و صحت وغیرہ کی تفصیل کے ساتھ اپنی جماعت یا قریب کی جماعت کے امیر یا صدر کی تصدیق سے ۱۵-۲-۵۷ تک بھجوا دیں۔

ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

دہلی ۱۸ر جنوری - ہندوستان میں عام انتخابات کی تفصیل - تاریخوں اور پروگرام کا اعلان آج کر دیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ فروری کے آخری ہفتہ سے لے کر مارچ کے تیسرے ہفتہ کے شروع تک الیکشن کا سلسلہ جاری رہے گا۔ اور اواخر مارچ سے پہلے پہلے قریب قریب تمام نتائج سامنے آجائیں گے۔ فروری کے آخری ہفتہ اور مارچ کے پہلے ہفتہ میں بہت سی جگہوں پر انتخابات کی تاریخیں رکھی گئی ہیں۔ اور بعض صوبوں میں فروری کے دوسرے ہفتہ میں بھی انتخابات کا سلسلہ جاری رہے گا۔

کراچی ۱۸ر جنوری - ایران - عراق اور جو معاہدہ بغداد میں شریک ہیں ۸۰۰۰۰۰۰ ڈالر سے ایک مشترکہ جہازرانی کمپنی قائم کر رہے ہیں۔ ابتداء میں اس کمپنی کے پاس ۴ جہاز ہوں گے۔ اور ۰۰۰۰ ا ٹن مال لے جا سکیں گے۔

نئی دہلی - خیراتی گنج اور لکھنؤ کے درمیان ریل سے لائن کو دوہرا کر دیا جائے گا۔ اس اسکیم پر ۱۳ لاکھ روپیہ خرچ ہوگا۔ جس کے تحت گومتی پر ایک اور پل بھی بنایا جائے گا۔

دہلی ۱۸ر جنوری - روس کے وزیر دفاع مارشل زوکوف ۱۸ دن کے دورہ پر ہندوستان آرہے ہیں۔ ان کے اس دورہ کی وجہ سے بڑی دلچسپی پیدا ہو گئی ہے۔ آپ روس کے پہلے فوجی لیڈر ہیں جو دوسری جنگ کے بعد ہندوستان آرہے ہیں۔ مارشل زوکوف دنیا کی بہت ہی ممتاز فوجی شخصیتوں میں سے ہیں۔ آپ ہی کی حکمت عملی کا نتیجہ تھا۔ کہ ہٹلر کو لینن گراڈ اور اسٹالن گراڈ میں منہ کی کھانی پڑی تھی۔ اور جنگ کا نقشہ بدل گیا تھا۔ ہندوستان کی وزارت دفاع نے ان کے بلانے کا جو پروگرام بنایا ہے۔ اس میں ہندوستان کے اہم فوجی مرکزوں اور تربیت گاہوں کا معائنہ بھی شامل ہے۔ مارشل زوکوف ۲۴ر جنوری کو دہلی پہنچ رہے ہیں۔ آپ یہاں وزیر اعظم نہرو کے اور وزیر دفاع سے ملاقات کریں گے۔ ۲۵ر جنوری کو راج گھاٹ جائیں گے اور گاندھی جی کی سمادھی پر پھول چڑھائیں گے۔ ۲۶ر جنوری کو یوم جمہوریت کی تقریب میں شرکت کریں گے۔

کلکتہ ۲۰ر جنوری - صدر جمہوریہ ہند ڈاکٹر راجندر پرشاد نے آج کلکتہ یونیورسٹی کی تاسیس کے صد سالہ جشن کا افتتاح کرتے ہوئے اس تقریب میں اپنی موجودگی پر اظہار مسرت کیا اور کہا کہ یہ ہندوستان کی قدیم ترین یونیورسٹی ہے۔ ہندوستان کے امیدوار اس یونیورسٹی کا گہرا تعلق ہے۔ اس یونیورسٹی کے فارغ التحصیل طلباء نے ملک میں قوم پرستی کی آگ روشن کی اس کے انہوں نے کلکتہ یونیورسٹی کی تاریخ پر ایک اجمالی نظر ڈالی۔

مندرجہ ذیل احباب کا چندہ اخبار بدر ماہ جنوری ۱۹۵۷ء میں ختم ہے

- ۱۳۴۳ مکرمی آر احمد صاحب کلکتہ ۲۸ر جنوری ۱۹۵۷ء
- ۱۳۴۶ مکرمہ اہلیہ صاحبہ جعفر صاحب سنگور جبلی " "
- ۱۳۴۵ مکرمی محمد عبدالجلیل صاحب ضیغمی بنگلور " "
- ۱۳۴۶ " محمد شریف احمد صاحب احمدی کوریٹ " "
- ۱۳۴۸ " رسول بخش صاحب پاکر بہار " "
- ۱۳۵۲ " جی ایس احمد مرکرہ " "
- ۱۳۵۳ مکرمہ بیگم صاحبہ ملک محمد اسمٰعیل صاحب پٹنہ " "
- ۱۳۵۴ مکرمی پروفیسر سید اختر احمد صاحب پٹنہ " "
- ۱۴۹۴ انچارج صاحب احمدیہ لائبریری یادگیر " "
- ۱۴۹۵ مکرمہ شوکت جہاں بیگم صاحبہ پوربہ سرائے مونگھیر " "
- ۱۴۹۶ مکرمی نعمت اللہ صاحب چندہ پور (دکن) " "
- ۱۴۹۷ " مبارک احمد صاحب تانڈور (دکن) " "
- ۱۴۹۹ " رحمت اللہ صاحب غوری احمدی یادگیر " "
- ۱۴۹۹ " عبدالحبیب صاحب شاہ پور (دکن) " "
- ۱۵۰۰ " محمد جلال الدین صاحب چیچے یادگیر (دکن) " "
- ۱۵۰۲ " سید آفتاب احمد صاحب دربھنگہ (بہار) " "
- ۱۵۰۳ " محمد عثمان صاحب یادگیر (دکن) " "
- ۱۵۰۴ " رضی الرحمٰن صاحب نیر گڑا احمدی یادگیر " "
- ۱۵۰۸ " بیگم صاحبہ شیخ ابو الحسن صاحب مرحوم حیدرآباد دکن " "
- ۱۵۰۹ " مولوی نور الدین صاحب احمدی وکیل شورا کڑ " "
- ۱۵۱۰ " شریف خاں صاحب کیرنگ (اڑیسہ) " "
- ۱۵۱۱ مکرمی محمد طاہر صاحب بنگلہ گاڈی (ریلی) ۲۸ر جنوری ۱۹۵۷ء
- ۱۵۱۲ " ماسٹر محمد شمس الدین صاحب دانی کانٹا (بنگال) "
- ۱۵۱۳ " محمد عبدالغفار صاحب نیر گڑا احمدی یادگیر دکن۔ "
- ۱۵۱۴ " مولوی ابو نعیم صاحب شمسی وکیل گیا (بہار) "
- ۱۵۱۵ " مولوی عبدالمنان صاحب پٹنہ (بہار) "
- ۱۵۱۶ " خواجہ حسین صاحب تاجر چرم سکندرآباد دکن "
- ۱۵۱۷ " عبدالرزاق صاحب راشد حیدرآباد (دکن) "
- ۱۵۱۸ " اے آر چوہدری صاحب کمپالا یوگنڈا (افریقہ) "
- ۱۵۱۹ " ڈاکٹر لال دین صاحب ایم بی ایس کمپالا " "
- ۱۵۲۰ " شیخ صالح محمد صاحب احمدی ممباسہ (افریقہ) " "
- ۱۵۲۱ " میاں محمد شفیع صاحب کلکتہ " "
- ۱۳۱۵ " عطاء الرحمٰن صاحب موسیٰ مائینز (بہار) " "
- ۱۴۹۲ " راجہ غلام محمد صاحب چک ایرچہ (کشمیر) " "
- ۱۵۰۱ " محمد امین خان صاحب ہجاپور یوپی " "
- ۱۲۴۲ " سید محمد ذکریا صاحب بھدرک اڑیسہ " "
- ۱۲۳۸ " قائد مجلس خدام الاحمدیہ جودھا اڑیسہ " "
- ۱۲۴۳ " ایس نصیر الدین صاحب پٹنہ بہار " "
- ۱۲۴۴ " بی محمد صاحب برادر محمد قمر صاحب کی آسنور " "
- ۱۵۲۲ " ایس ای جمیل احمد صاحب مانسی بہار " "
- ۱۵۲۳ " شیخ اشفاق حسین صاحب کراچی پاکستان " "

(مینیجر بدر)